گئو ماتا

بھارت کی پران داتا

سوامی گیانانند پریوراجک

(مہتہ جیمنی ویدک مشنری)

پرکاشک آریہ وید پستکالیہ اڈہ ہوشیارپور جالندھر شہر

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

اوم

گئو ماتا

بھارت کی پران داتا

لیکھک:-

شری مان سوامی گیانانند پری براجک

(سابق مہنتہ جیمنی ویدک مشنری)

پرکاشک

پنڈت ہرچند شرما - ادھیکش

آریہ ویر پستکالیہ اڈہ ہوشیار پور جالندھر شہر

بار چہارم — ۱۹۴۸ء — قیمت ایک روپیہ

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

فہرست مضامین

باب اوّل - گائے کی اہمیت

فصل اوّل - گائے کی ابتدا بھارت میں ہوئی۔
فصل دوم - گائے کی عظمت پر غیر ملکی اور مسلمان علمائے غیر متعصب کی رائے
فصل سوم - گائے کی تعداد اور حالت موجودہ بھارت میں۔
فصل چہارم - بھارت کی گئوشالاؤں کی دردناک حالت اور اس کی اصلاح۔

باب دوم - گائے کی اہمیت کے مختلف پہلو

فصل اوّل - تواریخی نکتہ نگاہ سے
فصل دوم - مذہبی نکتہ نگاہ سے
فصل سوم - طبی و صحت کے نکتہ نگاہ سے
فصل چہارم - اقتصادی نکتہ نگاہ سے

باب سوم - غیر ممالک میں گئوپالن و گئوشالائیں!

فصل اوّل - امریکہ و یورپ میں گائے کی تعداد اور گئوشالائیں۔
فصل دوم - گائے کے دودھ کی مقدار مختلف ممالک میں۔
فصل سوم - غیر ممالک کی گئوشالاؤں کا بھارت کی گئوشالاؤں سے مقابلہ
فصل چہارم - گائے کی کمی اور اس کے بھارت میں گائے کی کمی کے باعث
فصل پنجم - گائے کی پرورش اور دودھ بڑھانے کی ہدایات۔

CC-0. Late Pt. Mahmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

باب اوّل

گائے کی اہمیّت

فصل اوّل - بھارت گائے کا جنم استھان ہے

پرماتما نے سرشٹی کی ابتدا سے بھارت کو چار نعمتیں عطا کیں - یہ نعمتیں سنسار بھر میں بھارت سے ہی جا کر پھیلیں - اور فروغ پایا - یعنی گیان - گنا (کھانڈ) - گاڑھا (کھدر یا کپاس) اور گائے - گیان کے بارے میں تو یورپ اور امریکہ کے کل محققان اور مورخوں کی متفقہ رائے ہے - کہ دنیا بھر کے پستکالوں میں وید سب سے پرانی کتاب ہے - موسیو جیکولیٹ جس نے چھبیس۲۶ برس بھارت میں بطور جج ہائیکورٹ چندر نگر رہ کر ساتھ ساتھ سنسکرت پڑھ کر پنڈت ہو کر ایک کتاب لکھی - جس کا نام "بھارت میں بائیبل" رکھا - اس میں وہ صاف لکھتا ہے کہ :-

"میں نے ہندوستان کی ترقی کا بغور مطالعہ کیا - تو معلوم ہوا - کہ اس نے ساری دنیا کو تہذیب کی روشنی سے منور کیا ہے یعنی کھوج کرنے پر پتہ لگا کہ بھارت نے ہی اپنے قوانین - رسم و رواج - سداچار - دھرم اور فلسفہ کو مصر - یونان - اٹلی اور ایران کو دیا - الغرض بھارت ہی تمام سنسار کی تہذیب کا آدی گورو ہے - وید انادی گیان کے پستک ہیں - اور تمام دنیا کے الہامی اصول میں صرف وید ہی سائنس اور فلسفہ کے مطابق ہیں"

[illegible] ہے جس سے گرو [illegible] اور [illegible]

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

تیار ہوتی ہے۔ سب سے پہلے بھارت میں پیدا ہوا۔ جب سکندر نے ہندوستان پر آج سے ۲۳۰۰ برس پہلے حملہ کیا۔ اُس وقت تک یورپ کے لوگ کھانڈ اور شکر سے ناآشنا تھے۔ صرف امیر لوگ شہد کو استعمال کیا کرتے تھے۔ چنانچہ یونانیوں نے گنے کو دیکھ کر اور اُسے چوس کر اپنی کتاب میں اسے شہد کے درخت لکھا ہے۔ کیونکہ اس میں سے شہد کا سا مٹھاس آتا تھا۔

یورپ اور شمالی امریکہ میں اب تک گنا نہیں ہوتا۔ یہاں سے سب سے پہلے گنا کی کاشت راجہ مول ورما نے جاوا میں جا کر کرائی۔ وہاں کی زمین اور آب و ہوا گنا کے موافق ہونے سے وہاں گنا بافراط ہونے لگا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اب جاوا۔ یورپ۔ امریکہ۔ چین اور جاپان کو ۸۰ کروڑ روپے کی کھانڈ بہم پہنچاتا ہے۔ اب تو جنوبی امریکہ۔ فجی۔ مارشس۔ ٹرینیڈاڈ میں گنا کی کاشت بافراط ہونے لگی ہے۔ چونکہ سنسکرت میں کھانڈ کو شکر کہتے ہیں۔ اس لئے فارسی میں بھی شکر۔ عربی میں السکر۔ انگریزی میں شوگر۔ جرمن میں شگر ہیں اور فرینچ میں سوگر کہتے ہیں۔

(۳) کپاس جس سے گاڑھا۔ گزی۔ کھدر وغیرہ کپڑا تیار ہوتا ہے سب سے پہلے ہند میں ہوا۔ اس بارے میں شیر صاحب اپنی کتاب "روئی دنیا کی طاقت" میں لکھتے ہیں کہ "روئی کا اصل وطن ہندوستان ہے۔ نیز ملیٹ اور برڈوڈ صاحب "کپاس کا اتہاس" میں لکھتے ہیں۔ کہ بمنزلہ دیگر ممالک کے امریکہ نے بھی روئی ہند سے۔ چین جاپان میں نویں صدی۔ عرب میں پندرہویں صدی۔ یورپ اور امریکہ میں گئی۔

(۴) گائے سب سے پہلے ہندوستان میں ہوئی۔ علم فلالوجی (ماہرین علم اللسان) شبد ودیا کا کہنا ہے کہ گائے کا شبد تمام مہذب ممالک کی زبانوں میں اب تک رائج ہے۔ سنسکرت میں گو۔ اردو میں

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri.

گئو۔ گائے۔ فارسی میں گاؤ۔ انگریزی میں کئو۔ جرمن میں کووٗن اب تک رائج ہے۔ تاریخی لحاظ سے امریکہ میں ۱۹۲۷ء میں جب ایک بھاری وسیع پیمانہ پر گئوشالہ قائم ہوئی۔ تو اُس کے صدر ٹھوڈے کین صاحب نے اپنی افتتاحی تقریر میں حسب ذیل فرمایا:۔

"بھارت کے شمال مغرب میں رہنے والے قدیمی آریہ لوگ گوپتی کہلاتے تھے۔ وہ دُنیا کی تمام سفید اقوام کے ابتدائی بزرگ تھے۔ پالتو گایوں کے ابتدائی مالک ہونے کا فخر انہیں نصیب تھا۔ اُن ابتدائی گایوں سے دُنیا بھر کی تمام گایوں کی نسلیں پیدا ہوئیں۔ وہاں سے ہی گائے یورپ۔ امریکہ اور سارے ایشیا میں پھیلیں۔ گائے کی پرورش کرنے سے بڑھ کر کوئی شریفانہ فعل نہیں ہے اور گئوپتی (گوسوامی) کہلانے سے بڑھ کر کوئی زیادہ فخر اور عزت نہیں ہے"۔

یہی وجہ ہے۔ کہ اب تک بھارت میں گائے ہماری تہذیب و تمدن کا جزو سمجھی جاتی ہے۔ اس کے دُودھ کو امرت کہا جاتا ہے۔ فقیر لوگ جب گھروں میں بھکشا مانگنے جاتے ہیں۔ تو آشیرواد دیتے ہیں۔ کہ "مائی جی! دودھ پُتر کی خیر ہو۔ یعنی آپ کے گھر دودھ اور پُتر بکثرت رہے۔

رگوید منڈل ۱۰۔ سوکت ۱۶۹ میں پرارتھنا ہے۔ کہ "ہمارے برہمن بڑے گیان وان ہوں ـــ کھشتری بلوان ہوں۔ گائے اچھا اور زیادہ دودھ دینے والی ہوں بیل رشٹ پشٹ ہوں"۔

غرضیکہ چونکہ گائے ہندوؤں کا ابتدائی رفیق۔ غمگسار اور جانثار ساتھی رہا ہے۔ اور دودھ دینے میں ماتا کی طرح پرورش کرنے والا رہا ہے۔ اس لیے ہندو لوگ شکر گذاری کے لحاظ سے اسے ماتا کہہ کر پکارتے ہیں۔ اگر کوئی انسان بہت شریف۔ اور حلیم طبع ہو۔ تو اُسے گئو پُتر کہتے ہیں۔ اگر کوئی بڑا سیوا کرنے والا ہو۔ تو اُسے گئو برہمن کی سیوا کرنے والا کہتے ہیں۔ جیسے سیواجی مہاراج کو گئو برہمن کی سیوا کرنے والا کہتے ہیں۔

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

راجہ لوگ برہمنوں کو یگ کے موقعہ پر گائے دان کیا کرتے تھے پنڈ کار(و)
کے موقعہ پر بھی برہمنوں کو گائیں دان کی جاتی تھیں۔ وواہ کے موقعہ پر
بھی ہون یگیہ کے بعد کنیا دان سے پہلے ور کو گئے دی جاتی ہے۔ ہندو
لوگ لڑکیوں کو جہیز کے ساتھ گائے بھی ضرور دیتے ہیں۔ گویا ہندو سماجک
جیون میں گائے کا ہونا لازمی جزو سمجھا جاتا رہا ہے۔ ہندو جاتی کی خوشحالی
اور اقتصادی ارتقا کا اہم عنصر گائے کی پرورش اور رکشا ہی چلا آیا ہے ؎

دوسری فصل

گائے کی عظمت پر غیر ملکی اور مسلمان علماء غیر متعصب کی رائے

ہندوؤں نے گائے کو جو اس قدر اہمیت دی ہے۔ یہاں تک کہ اسے قابل پرستش بنا دیا ہے۔ اس پر یورپ کے ودوانوں نے یوں رائے ظاہر کی ہے:-

(۱) پروفیسر گیٹی جرمنی کا سنسکرت کا فاضل اپنی کتاب "زمانہ سلف کے برہمنوں کی دانشمندی" میں لکھتا ہے:- کہ کیا وجہ ہے کہ ہم لوگ تین تین پشت تک سنسکرت پڑھ کر پرانے زمانہ کے برہمنوں جیسی کتب تصنیف کرنا تو بجا ان کے گرنتھوں کے سمجھنے کی بھی ہمیں قابلیت نہیں ہوتی۔ چنانچہ ویدانت۔ یوگ درشن اور سانکھ کے سمجھنے کے لیے ہمیں کاشی۔ ندیا اور نوادیپ کے پنڈتوں کی شرن میں جانا پڑتا ہے۔ وہ خود اس کا جواب لکھتا ہے۔ کہ ان برہمنوں نے جنگلوں اور گپھاؤں میں ایکانت سیون کر کے گائے کے دودھ ... پر غور و خوض کیا۔ اس لئے ان کے دماغ شدھ (پاکیزہ) تھے مگر ہم مانس ...

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

کھا کر تامسک برتی بن گئے ہیں۔ اس لئے وہ روحانیت میں اور عالم تخیل میں بلند پروازی کرتے تھے۔ ہم تامسک بھوجن مانس شراب کھانے والے روحانیت میں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے"۔

جب میں نے یہ پڑھا۔ تو خیال آیا کہ یہی وجہ ہے کہ ہندو لوگ برہمنوں کو شرادھوں میں کھیر کھلاتے ہیں۔ اور خوشی و غمی کے موقعہ پر بھی برہمنوں کو گائے کا دان کرتے ہیں۔ پس ہندوؤں نے گائے کو اس لئے اہمیت دی۔ کہ اس کی نعمت دودھ اور اس کے اجزا مکھن۔ گھی۔ ملائی۔ دہی۔ چھاچھ پنیر کھوا۔ ربڑی انسان کی زندگی دماغ صحت۔ روحانیت۔ اخلاق۔ طاقت اور ثروت کے لئے ازبس ضروری اور مفید ہیں۔ اس لئے ہندوستان میں اب تک دولتمندوں کو مالدار کہا جاتا ہے۔ مال کے معنے گائے۔ بیل۔ گھوڑا۔ بھینس۔ بکری اور بھیڑ کے ہیں۔ گویا یہ جانور زمانہ سلف میں انسان کی دولت و ثروت کا معیار تھے۔

(۲) ڈاکٹر سیبیسن منسٹر گورنمنٹ ہند محکمہ زراعت نے بحوالہ ہمین صاحب ماہر علم زراعت شکاگو (امریکہ) لکھا ہے۔ کہ گائے بنی نوع انسان کے لئے ایک بیش بہا ایشوری برکت ہے۔

(ب) کوئی قوم بغیر گائے کے اعلےٰ مہذب نہیں ہو سکتی۔

(ج) وہ روئے زمین پر سب سے اعلےٰ اور مفید خوراک بہم پہنچاتی ہے۔

(د) وہ گھاس اور سوکھے کھردرے پتوں سے نہایت طاقتور اور صحت افزا خوراک (دودھ) تیار کرتی ہے۔

(س) وہ دودھ نہ صرف اپنے بچوں اور اپنے پالنے والے کے لئے بلکہ فالتو دودھ فروخت کرنے کے لئے بھی بہم پہنچاتی ہے۔

(ل) جہاں گئو کی حفاظت اور پرورش بخوبی کی جاتی ہے۔۔ وہاں تہذیب بڑھتی ہے زمین زرخیز ہوتی ہے گھروں میں خوشحالی ہوتی ہے اور عمر دراز

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

نہیں چڑھتا۔

(۳) وِیکفیلڈ امریکہ کا پرسِدھ ڈاکٹر لکھتا ہے۔ کہ سچ پوچھو تو گائے خوشحالی
کی ماں ہے۔ پرانے زمانے کے ہندو دُودھ مکھن کا زیادہ اِستعمال کرتے تھے۔ اس لئے
وہ جسمانی طور پر مضبوط تھے۔ اُن کے دماغ بہت اعلیٰ تھے۔ قوتِ برداشت حیرت انگیز
تھی۔ انہوں نے سنسکرت جیسی مکمل۔ اعلیٰ اور وسیع زبان کی ایجاد کی۔ اور ویدوں
جیسی ضخیم کتب کو نوک زبان کر لیا۔ سینہ بہ سینہ ویدوں کا یاد کرنا اور اس قدر وسیع
علم ادب اور روحانیت کا پھیلانا محض گائے کے دُودھ کی غذا کی بدولت ہی تھا
ہر ایک علم کے صیغہ میں وہ ماہر کامل تھے۔ علم فلسفہ اور روحانیت میں۔ فن سپاہگری
اور تجارت میں ماہر تھے۔ ان سب اوصاف اور خصائل کا باعث گائے کا دُودھ
اور پھلوں کا اِستعمال تھا۔ (ٹریبیون اخبار ۴ نومبر ۱۹۲۴ء)

(۴) ڈبلیو سمتھ صاحب اسسٹنٹ ڈائریکٹر محکمہ زراعت کاری کا کہنا ہے
کہ پرانوں میں جو استعارہ آتا ہے۔ کہ زمین بیل کے سینگ پر کھڑی ہے
اُس کا مطلب یہ ہے۔ کہ چونکہ ہندوستان زراعتی ملک ہے۔ اس کا انحصار بیل
اور گائے پر ہی ہے۔ اگر بیل نہ ہوں۔ تو ہندوستان کی لہلہاتی کھیتیاں بنجر
ہو جائیں۔ کیونکہ قلبہ رانی بغیر بیل کے محال ہے۔ اس لئے گئو کو اہمیت دی گئی
ہے۔ اور اُس کی شکر گذاری کے لئے ایک دن مقرر کیا گیا ہے جسے گوپا اشٹمی
کہتے ہیں۔ اس دن اس کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالتے ہیں۔ اس کے سینگ
سجاتے ہیں۔ چاول اور آٹے کے پیڑوں سے اس کی خاطر تواضع کرتے ہیں۔ پس
پرماتما نے بھارت کو گائے سب سے عمدہ نعمت عطا کی ہے۔ اس لئے راجے مہاراجے
رِشی مُنی اور عوام الناس سب گائے کی عزت کرتے اور پرورش کرتے چلے آئے ہیں۔
اور گھر میں گائے کا رکھنا اپنا دھرم سمجھتے تھے۔ اور اس طرح اپنے گھروں کو خوشحالی
[illegible]

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

(۵) کیتن صاحب اپنی کتاب "گائے کی خوشحالی" میں لکھتے ہیں کہ

ئے کا درجہ ماتا سے بھی زیادہ اونچا ہے۔ کیونکہ ماتا اپنے بچے کو صرف ۲ سال
دودھ پلاتی ہے۔ مگر گائے اپنے مالک کو اور اُس کے بچوں کو بڑھاپے تک
دھ پلاتی رہتی ہے۔ ماتا کے دودھ سے اور کوئی چیز نہیں بنتی۔ مگر گائے کے
دودھ سے ملائی۔ دہی۔ مکھن۔ پنیر۔ چھاچھ۔ میٹھا کھویا۔ ربڑی اور کئی قسم کی
ٹھائیاں اور دیگر نعمتیں اور لذیذ کھانے وغیرہ تیار ہوتے ہیں۔ اس لئے اس کا
دودھ ماتا سے بھی افضل اور بہتر ہے۔ اور اس لحاظ سے اسے بھی ماتا کہنا چاہیئے

(۵) اللہ رکھا صاحب گوپ اشٹمی پرب کے بارے میں اخبار "چیلنج" میں لکھتے
ہیں کہ:— بھارت میں ایک دن گئوؤں کی شکر گذاری کی تقریب میں میلہ منایا
جاتا ہے جن کی اولاد کے ذریعے فصل تیار ہوتی ہے۔ اور جن کے دودھ کے ذریعے
عوام الناس کی صحت اور زندگی برقرار رہتی ہے۔ یعنی گئوؤں اور بیلوں کو اُس دن
چاول اور آٹا گوندھ کر کھلائے جاتے ہیں۔ شام کے وقت ان کا جلوس نکالا جاتا
ہے۔ اُن کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے جاتے ہیں۔ اُن کے سینگوں کی زیبائش
کی جاتی ہے۔ اُن کی بڑی عزت اور خدمت کی جاتی ہے۔ آہا! کیسا خوشنما اور دلکش
نظارہ ہوتا ہے۔ کیوں نہ ایسا میلہ ہمارے مغرب کے ممالک میں بھی رائج کیا جائے

(۶) انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا میں لکھا ہے۔ کہ اگر دنیا کی مہذب اقوام حیوانوں
کی پرستش کی طرف مائل ہو جائیں تو گائے سب سے بڑھ کر پوجا کے قابل ہوگی۔ اہو!
گائے کیسی برکات کا چشمہ ہے۔ وہ مکھن۔ پنیر۔ دودھ۔ دہی ہی نہیں دیتی۔ بلکہ
اس کے سینگ چمڑا۔ کھر وغیرہ سب کیسی نفیس اور مفید اشیاء ہیں۔ ہم اس کے
بچے کو لوٹ لیتے ہیں۔ جب اُس کے لئے دودھ بہت کم چھوڑتے ہیں۔ افسوس کہ
انسان کس قدر خود غرض ہے۔ نتیجہ یہ کہ بیل کمزور جسم والے پیدا ہوتے ہیں اور
نسل طاقتور نہیں ہوتی۔

اب مسلمان غیر متعصب علماء کی رائے بھی ملاحظہ کریں:—

(۱) خواجہ حسن نظامی نے گئو پر ایک بہت اعلیٰ محققانہ کتاب شائع کی ہے۔

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

اس میں وہ فرماتے ہیں۔ کہ گئے ہمیں دُودھ اور گھی جیسی مفید اشیاء دیتی ہے
اس کے بچھڑے ہماری کھیتی کرتے ہیں۔ اس لئے گئے قدرتاً ہماری زندگی کی پاسبان
ہے۔ اگر ہم اس کی پرورش یا حفاظت کرتے ہیں۔ تو دراصل اپنی پاسبانی کرتے ہیں
اگر اسے ذبح ہونے سے بچائیں گے۔ تو ہندوؤں پر کوئی احسان نہ ہوگا نہ گائے
رحم کرنے کی دلیل ہوگی۔ بلکہ اپنے بچوں کی زندگی اور کھیتوں کی شادابی کا اِستفادہ
حاصل کریں گے۔

(۲)، خان بہادر سید احمد شاہ لدھیانوی۔ گئو رکھشا ایک متبرک کام ہے
گائے کا دُودھ اِنسان کے لئے ماتا کی طرح بلکہ اُس سے بھی زیادہ مفید ہے
کسی حیوان کا دُودھ گائے کے دُودھ کی تاثیر نہیں رکھتا۔ گائے کا دُودھ دماغ
کو قوی اور عمر کو طویل کرتا ہے۔ دماغ مضبوط، عقل تیز اور سلیم ہوتی ہے۔ یہی وجہ
ہے کہ رشی مُنی اس کے دُودھ پر زندگی بسر کرتے تھے۔ ہندوستان کے لوگوں کی
زندگی گئے پر ہی منحصر ہے۔ اس لئے گئو شالائیں قائم کی جائیں اور گورنمنٹ
سے چراگاہ کے لئے زمین دینے کا مطالبہ کیا جائے۔

(۳)، خان بہادر نواب عمر دراز علی خان لدھیانوی فرماتے ہیں۔ ہم لوگوں
کو چاہیئے کہ یکدل اور یک جان ہو کر گئو رکھشا کی کوشش کریں۔ ہمارے ملک کی
ترقی زیادہ تر اس جانور کی خوشحالی سے ہے۔ غلہ کی کثیر پیداوار دُودھ دہی کی
افراط۔ رتھ۔ بہلی چھکڑا۔ گاڑی کی آرائش۔ غلہ رانی۔ آبپاشی اور دیگر کئی امور
میں سہولیت اسی جانور کی بدولت ہے۔

(۴)، محمد اکبر بیرسٹر کی رائے۔ حضرت رسول نے خود بھی گئے کا گوشت رغبت
سے نہیں کھایا۔ نہ گائے کو ذبح کرنے کی تائید اسلام میں ہے۔ اگر ہندو اور مسلمان
دونوں مل کر گائے کی حفاظت کریں۔ تو عیسائی سرکار کو بھی سمجھایا جا سکتا ہے۔ اگر
مسلمانوں کو اپنے بچوں کے لئے دُودھ گھی اور اناج کی ضرورت ہے۔ تو اُن کا فرض
ہے کہ گائے کی حفاظت کے لئے وہ ہندوؤں کے ساتھ سینہ سپر ہو جاویں

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

و چھوڑ کر اقتصادی ترقی میں ہم مشترک ہیں۔
) مولانا عبدالحی۔ عبدالوہاب۔ عبدالمجید۔ قاضی ستیا محمد حسین کا فتوے
گاؤ کشی واجب (لازمی) نہیں ہے۔ تارک اس کا گناہگار نہ ہوگا۔ جو
اس کا گوشت نہ کھاتا ہو۔ اور نہ اس کی قربانی کرتا ہو۔ اس کے اسلام میں فرق
ئے گا۔ بلکہ بقصد ازالہ فتنہ گاؤ کشی نہیں ہونی چاہیئے۔ ہم اہل اسلام
ہے۔ کہ دل آزاری سے باز رہیں۔ اور بنی نوع آدم پر جور و جفا نا روا تصور کر کے
ں ایسے فعل کے مرتکب ہوتے ہیں۔ انہیں باز رکھنے کی کوشش کریں۔
) حکیم اجمل خان مرحوم سابق صدر کانگریس کا فرمان ہے کہ کسی اور جانور کی
کرنا مذہب اسلام کے خلاف نہیں ہے۔ میں اپنے برادران اسلام سے
کرتا ہوں۔ کہ حتی الوسع عید کے دن کسی اور جانور کی قربانی کریں۔
میں نے مختصر طور پر یورپ کے محققوں اور غیر متعصب مسلمان علماء کی رائے
ہ اہمیت گاؤ بہاں پیش کر دی ہے۔ اگر مسلمان تعصب کے زیر اثر ہو کر گائے
مفید جانور کو ذبح کرتے ہیں۔ تو اس سے نہ صرف ہندوؤں کی دلآزاری کرتے
بلکہ اپنے پاؤں پر خود کلھاڑا مارتے ہیں۔ کیونکہ ہندوؤں کی نسبت مسلمان زیادہ
تکار ہیں۔ اور زراعت کے لئے گائے بیل کا ہونا لازمی اور ضروری ہے۔

فصل سوم

بھارت میں گائے کی تعداد زمانہ سلف اور حال میں

دیدوں سوتر گرنتھوں اور دیگر آریہ ساہتیہ اور شاستروں میں گئو رکشا اور
پالن نے بدیا... چنانچہ... رواج گرہیہ سوتر

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

میں لکھا ہے۔ کہ برہمن کے گھر میں چار گائیں۔ کھشتری کے گھر میں دو گائیں۔ اور ویش کے گھر میں چھ گائیں ہونی چاہئیں۔ راجاؤں کے پاس تو ہزاروں کی تعداد میں گائیں ہوا کرتی تھیں۔ کوئی گھرانا گائے سے محروم نہیں ہوتا تھا۔ اس لئے ہندوستان میں دودھ فروخت کرنا پاپ سمجھا جاتا تھا۔ راجا لوگ برہمنوں کو ہزار ہزار گئے دان کر دیا کرتے تھے۔ جیسے برہدارنیک اپنشد میں ذکر ہے۔ کہ راجہ جنک نے یاگولکیہ کو یگیہ کے موقعہ پر ایک ہزار گائیں دان کر دیں۔

بدھ مت کی گاتھاؤں میں ذکر آتا ہے۔ کہ سیٹھ دھننجے نے جو بدھ دھرم کا معتقد تھا۔ اپنی سپتری کے وواہ پر تین میل لمبی اور سات سو گز چوڑی زمین پر جس قدر گائیں کھڑی ہو سکیں دان کر دی تھیں۔ اسی طرح جین مت کے تیرتھنکر مہاویر کے شش راجگرہی کے مہاشتک بارانشی کے پاس ۸۰ ہزار گائیں تھیں۔ اور نند سراوک کے پاس چالیس ہزار گائیں تھیں۔ ایسا ہی راماین میں ذکر آتا ہے۔ کہ اجودھیا شہر میں چار لاکھ گائیں تھیں۔ دور کیوں جائیں۔ مہاراجہ چندر گپت کا زمانہ دیکھئے۔ جسے ابھی کل اڑھائی ہزار سال گذرے ہیں۔ مہاراجہ کی راجدھانی پاٹلی پتر جسے اب پٹنہ کہتے ہیں۔ تھی۔ ان کے دربار میں میگاستھنیز بطور کونسل یا سفیر یونان کی گورنمنٹ کی طرف سے ۱۲ سال مقیم رہا۔ اس نے اپنی کتاب "انڈکا" میں لکھا ہے۔ کہ میری موجودگی میں چندر گپت نے مویشی شماری اور مردم شماری کرائی۔ اس وقت ہندوستان کی آبادی ۱۸ کروڑ اور گائیں ۳۶ کروڑ تھیں۔ گویا فی آدمی دو گائیں ہوتی تھیں۔

اکبر بادشاہ کو تو ابھی ساڑھے تین سو برس گذرے ہیں۔ اس کا وزیر اعظم ابوالفضل کتاب آئین اکبری میں رقمطراز ہے۔ کہ اکبر کے زمانہ میں ہندوستان کی آبادی بیس کروڑ تھی۔ اور گائے ۲۸ کروڑ تھیں۔ گویا مہاراجہ چندر گپت کے زمانہ سے اکبر کے عہد تک بجائے بڑھنے کے گائیں ۸ کروڑ کم ہو گئیں۔ اس کا باعث یہ کہ مسلمان بادشاہ [illegible]

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

ذبح کیا۔ اس لئے تعداد دن بدن کم ہوتی گئی۔ ساتھ ہی وہ لکھتا ہے۔ کہ اکبر کے پاس کئی ایسی گائیں تھیں۔ جو پچیس پچیس سیر دودھ دیتی تھیں۔ مگر بایں ہمہ جب کہ بھارت میں ۱۲۰ کروڑ گائے تھیں۔ نرخنامہ اشیاء بھی ابوالفضل نے کتاب ہٰذا میں درج کیا ہے۔ جسے پڑھ کر آج یقین کرنا بھی مشکل ہو جاتا ہے وہ لکھتا ہے کہ اکبر کے زمانہ میں نو آنے من آرد (آٹا) روپے کا ۱۱ سیر گھی تھا۔ روپے کی چھ سیر کھانڈ تھی۔ گڑ دو روپے من تھا۔ دودھ فروخت کرنا اکبر کے زمانہ میں پاپ تھا۔ مگر بایں ہمہ بڑے شہروں میں کہیں فروخت ہوتا تھا۔ تو اس کا نرخ ۲۶ آنے من تھا۔ گویا ایک پیسے کا ڈیڑھ سیر دودھ۔ جب انگریزوں نے پنجاب فتح کیا۔ اس وقت یعنی ۱۸۴۹ء میں ۴۵ سیر دودھ ایک روپے کا بکتا تھا۔

انگریزوں نے جب پہلے پہل ہندوستان کی مویشی شماری کی۔ تو اس وقت ہندوستان میں ۸۰ کروڑ دودھ دینے والی گائیں تھیں۔ مگر ہر رپورٹ میں جو گورنمنٹ مویشیوں کے متعلق شائع کرتی رہی ہے۔ گائے کی تعداد دن بدن کم ہوتی گئی ہے۔ اس کے کئی باعث ہیں۔ خاصکر گائیوں کا چھاؤنیوں میں گورے لوگوں کے لئے بوچڑخانے کھول کر ذبح کرنا مسلمانوں کا عید پر گائے کی قربانی کرنا اور اس کے علاوہ گائے کا گوشت کھانا۔ باہر کے ممالک میں گائے کا گوشت خشک کر کے بھیجنا۔ چمڑے کے لئے گائیوں کو قتل کرنا۔ ملک میں گائے کو کافی غذا نہ ملنے اور بے اتفاقی سے گائے کا قبل از وقت مرنا وغیرہ کارن ہیں۔ جو گائے کو دن بدن کم کر رہے ہیں۔

اب ۱۹۳۵ء میں گائے کی تعداد کا ۱۹۴۰ء سے مقابلہ کر کے دیکھیں:-

نام جانور	سنہ ۱۹۳۵ء	سنہ ۱۹۴۰ء
دودھ دینے والی گائے	۴۵۰۰۰۰۰۰	۱۲۵۰۰۰۰۰
بھینس	۲۵۲۰۰۰۰	[illegible]

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

بکریاں	۸۰ لاکھ	ایک کروڑ ایک لاکھ
میزان	سات کروڑ ۱۴ لاکھ	۳ کروڑ ۸۱ لاکھ

اس حساب سے اب ہندوستان میں چالیس کروڑ کی انسانی آبادی میں لگ بھگ پونے چار کروڑ دودھ والے جانور ہیں۔ گویا فی دس آدمی ایک جانور رہ گیا ہے۔ آہ کیسا ہولناک نظارہ ہے یہ!

۱۹۳۵ء میں فی آدمی دودھ کی اوسط ۳¾ چھٹانک تھی۔ ۱۹۴۰ میں ۱½ چھٹانک رہ گیا ہے۔ دودھ کی کل پیداوار ۱۹۳۵ء میں ۶۲ کروڑ من تھی۔ مگر ۱۹۴۰ء میں ۲۸½ من یعنی نصف سے بھی کم رہ گیا۔ ۱۹۳۱ء کی رپورٹ دودھ سے ظاہر ہے۔ کہ اوسط دودھ گائے کا ۲ چھٹانک تک رہ گیا ہے۔ مگر ضرورت اس سے آٹھ گنا زیادہ دودھ کی ہے۔ اب ہمارے حصہ میں دودھ اور اس سے پیدا کردہ اشیاء سات اونس آتی ہیں۔ اس کے مقابلہ میں امریکہ میں ۳۵ اونس یعنی ۵ گنا ہم سے زیادہ ملتی ہیں۔ ہر بچے کے لئے ۳۲ اونس یعنی سیر بھر دودھ روزینہ ضروری ہے۔ بڑی عمر والوں کے لئے ۱۶ اونس یعنی آدھ سیر چاہیئے۔ اس کے علاوہ دیگر لوازمات دہی۔ ملائی۔ مکھن۔ گھی۔ پنیر بھی درکار ہیں۔ مٹھائیوں کے لئے اس کے علاوہ دودھ چاہیئے۔

ہمارے مال مویشی کو خوراک نصف سے بھی کم ملتی ہے۔ اور وہ بھی طاقتور نہیں ملتی۔ صرف پیٹ بھرنا ہی ہوتا ہے۔ امریکہ اور کینیڈا میں جس گائے کا وزن آٹھ من ہو۔ اُسے ایک من خوراک روزانہ ملنی چاہیئے ہمارے ملک میں کل حیوانات ۲۰۔ ارب روپیہ کی مالیت کے ہیں۔ کھیتی کرنے والے جانوروں میں سے ۲۰ فیصدی تعداد میں جانور بھارت میں ہیں۔ کل جانور یا مویشی ہندوستان میں ۱۹۳۵ء میں ۱۵ کروڑ ۹۶ لاکھ

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

تھے ... ۱۹۴۵ ... اب دس کروڑ

۲۹ لاکھ جانور رہ گئے ہیں۔ اب دیکھئے صوبہ وار گائے کی تعداد۔
پرانت (آگرہ و اودھ) ۲۳۴۷۰۰۰۰ - بنگال ۲۵۲۸۷۰۰۰ -
پنجاب ۱۵۴۴۸۰۰۰ - بمبئی ۱۲۵۶۰۰۰۰ - مدراس ۳۲۴۴۶۰۰
ان میں جانوروں کے بچھڑے بچھڑیاں بھی شامل ہیں۔ یہ سب دودھ دینے
والے نہیں ہیں۔

پنجاب میں مویشی۔ سنہ ۱۹۳۱ء ۲۳۶۹۶۱۸۹۔ سنہ ۱۹۴۰ء
۱۵۴۱۴۴۵۷۔ گویا دس سال میں ۳۸ فیصدی کم ہوئے۔ اور سنہ ۱۹۳۰ء
میں ۱۲ کروڑ ۲۸ لاکھ من تھا۔ مگر سنہ ۱۹۴۰ء میں ۷ کروڑ ۳۰ لاکھ من رہ گیا۔
گویا دودھ ۴۱ فی صدی کم ہو گیا۔ سنہ ۱۹۳۰ء میں فی آدمی پنجاب میں دودھ
۹½ چھٹانک تھا۔ مگر سنہ ۱۹۴۰ء میں ۴½ چھٹانک رہ گیا۔ اس میں دہی
مکھن اور گھی جو گھروں میں اور مٹھائی میں خرچ ہوتا ہے۔ اگر آدمیوں
کے پینے کے لئے دودھ کی اوسط دیکھنی ہو۔ تو صرف ۹ تولہ رہ گیا ہے۔ قلبہ
رانی کرنے والے مویشی ۴۴ لاکھ پانچہزار ۱۳۱ ہیں۔ دس ایکڑ زمین کے
لئے ایک جوڑی بیل چاہیئے۔ کاشت شدہ زمین ۲۶۵۸۸۴۱۳۸ - ایکڑ
ہے۔ اس حساب سے ۱۶ لاکھ بیل مزید درکار ہیں۔ دودھ دینے والی گائے
پنجاب میں ۲۲½ لاکھ ہیں۔ ان کے لئے ۲۲ ہزار سانڈ چاہئیں۔ مگر پنجاب
میں ۱۰ ہزار سانڈ ہیں۔ ان میں سے گورنمنٹ کے منظور شدہ سات ہزار
ہیں۔ ایسا ہی بھینسوں کے لئے جو اٹھائیس لاکھ نوے ہزار ہیں۔ ۱۵ ہزار
سانڈ ہیں۔ ان کے لئے ۱۴ ہزار سانڈ اور چاہئیں۔ فی سو جانور ایک سانڈ
درکار ہے۔ اس لئے ہر پہلو سے ہمارے ہاں دودھ والے جانوروں
کی کمی ہو رہی ہے۔

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

فصلِ چہارم

بھارت کی گئوشالاؤں کی دردناک حالت اور اُن کی اصلاح کے طریقے

ہندوستان میں اس وقت تین قسم کی گئوشالائیں ہیں۔ ایک تو ڈیری فارم کہلاتی ہیں۔ یہ اکثر چھاؤنیوں میں کہیں فوجی محکمہ کی طرف سے کہیں انگریز کمپنیوں نے۔ کہیں کہیں پراتیویٹ لوگوں نے بھی کھول رکھی ہیں۔ ان میں اچھی نسل کی گائیں پائی جاتی ہیں۔ گائیوں سے پچیس تیس سیر دودھ حاصل کیا جاتا ہے۔ ان کے لئے سانڈ بھی اچھی نسل کے رکھے جاتے ہیں اور خاص نگرانی کی جاتی ہے۔

دوسری قسم کی گئوشالائیں بعض ایسی ہیں۔ جن میں کچھ اچھی نسل کی گائیں اور کچھ لولی لنگڑی گائیں بھی رکھی جاتی ہیں۔ ایسی گئوشالائیں تھوڑی ہی ہیں۔ مجھے دو چار شہروں میں ایسی گئوشالائیں دیکھنے کا موقعہ ملا ہے۔

تیسری گئوشالائیں وہ ہیں۔ جو ہندوؤں نے بالخصوص تجارت کی منڈیوں میں کھول رکھی ہیں۔ اِن کا انتظام پنچایت یا ایک کمیٹی کے سپرد ہوتا ہے۔ یہ کمیٹی اکثر ناخواندہ ناتجربہ کار ہندو بیوپاریوں کی بنی ہوتی ہے۔ جن میں جذبات کا زیادہ خیال ہوتا ہے۔ یہ کمیٹیاں اکثر لولی لنگڑی گائیوں کی پرورش اور حفاظت کرتی ہیں۔ ان کا خرچ زیادہ تر منڈیوں میں دان یا نزاو گئوشالا فنڈ سے چلتا ہے۔ اور لوگوں کے ماہواری چندہ اور عطیہ پر بھی ان کا انحصار ہوتا ہے۔ اِن چندوں اور دان سے ان گئوشالاؤں زیادہ تر بیکار گئووں کی پرورش کی جاتی ہے۔

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

سب سے پہلے سوامی دیانند نے گئو رکھشا کے لئے ۱۸۸۲ء میں آواز اٹھائی۔ اور تجویز کی۔ کہ دو کروڑ ہندو و مسلمانوں کے دستخط کرا کے ایک میموریل ملکہ وکٹوریہ کو ولایت بھیجا جائے۔ کہ بھارت سے گئو ذبح کرنا بند کرے۔ اُن کی زندگی نے وفا نہ کی۔ اس لئے یہ کام بیچ میں ہی رہ گیا۔ مگر انہوں نے ۱۸۸۲ء میں ایک کتاب گئو کرونا ندھی شائع کی۔ اس میں گئو کے فوائد اور رکھشا پر زبردست دلائل دے کر ہندو جاتی کا خیال اس اہم کام کی طرف مبذول کیا۔ ۱۸۸۰ء میں آپ نے ریواڑی میں ایک گئو شالہ کی استھاپنا کی۔ اس کے بعد کنکھل میں ایک سبھا بنی جس نے گئو شالہ بھی کھولی۔ اس کے بعد ہندوؤں میں جا بجا گئو شالائیں کھولنے کی لہر چل پڑی۔ مگر کسی نے عمدہ نسل کی گائیں پالنے اور دودھ بڑھانے کی طرف دھیان نہ دیا۔ سب نے دیا اور اہنسا کے جذبات کی لہر میں بہہ کر لولی لنگڑی گئوئیں پالنے کی طرف دھیان دیا۔ چنانچہ اب ہندوستان بھر میں انیک گئو شالائیں ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ ان پر دو کروڑ روپیہ کے لگ بھگ سالانہ خرچ آتا ہے۔ یہ سب خرچ عطیہ۔ چندہ اور دھرم فنڈ سے جمع ہوتا ہے ان گئو شالاؤں کی حالت نہایت دردناک ہے اور حسب ذیل نقائص ہیں۔

(۱) گئو شالاؤں کے مکان کھلے اور ہوادار نہیں۔ ایک ایک کمرے میں حفظان صحت کا خیال نہ کر کے بہت زیادہ گائیں باندھ دی جاتی ہیں۔ ان کے اندر سے جو تنفس نکلتا ہے۔ وہ انہیں بیمار کرتا ہے۔

(۲) کئی گئو شالاؤں میں تو پکا فرش ہوتا ہے۔ مگر اکثر گئو شالاؤں میں پکا فرش نہ ہونے سے گائے کے پیشاب و گوبر کے ڈھیر لگے رہتے ہیں۔ گائے کے جسم اور تھنوں پر بول و براز چمٹا رہتا ہے۔ وہاں اس قدر بدبو آتی ہے۔ کہ انسان کے لئے ٹھہرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس سے گائیوں کی صحت اور بھی خراب ہو جاتی ہے۔

(۳) [illegible] ہیں۔ جن سے گائیں اور ان کے رکھشکوں اور بالکوں کی صحت بھی خراب ہوتی ہے

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

(۴) ان کو خوراک ناقص اور میلی دی جاتی ہے۔ اسے اچھی طرح دھویا نہیں جاتا۔
(۵) صحت مند اور بیمار گائیوں کو ایک ہی جگہ باندھا جاتا ہے۔ اس سے اُن کی صحت زیادہ خراب ہو جاتی ہے۔

(۶) اپاہج اور لُولی لنگڑی اور بیمار گائیوں کی طرف پُوری توجہ نہیں دی جاتی نہ ہی اُن کی خوراک کا کافی انتظام کیا جاتا ہے۔ اس لئے گئوشالاؤں میں گئوئیں جلدی اور قبل از وقت مر جاتی ہیں۔

(۷) کئی گئوشالاؤں میں تو ڈاکٹر بھی گئوؤں کی دیکھ بھال کے لئے نہیں رکھا جاتا۔ اس لئے بیمار گائیوں کا دُودھ لوگوں کو دیا جاتا ہے جس میں بیماری کے جرثوم موجود ہوتے ہیں۔ اس لئے لوگ ایسا دُودھ پی کر بیمار ہو جاتے ہیں۔

(۸) کافی سانڈ گئوشالہ میں نہیں رکھے جاتے۔ نہ اچھی نسل کے سانڈ خریدنے کا انتظام کیا جاتا ہے۔

(۹) جہاں پر گائیں باندھی جاتی ہیں۔ اور جہاں اُن کی چرنی (کھرلی) ہوتی ہے۔ اس کی صفائی کا بھی کوئی انتظام نہیں کیا جاتا۔ اس لئے گائے لاغر۔ کمزور اور بیمار ہو جاتی ہیں۔

(۱۰) گئوشالاؤں میں چراگاہ نہ ہونے کے باعث انہیں نہ کافی خوراک ملتی ہے۔ اور نہ ہی اچھی غذا اور قدرتی سہولیات میسر ہوتی ہیں۔

گئوشالاؤں کے لئے خاص ہدایات

اتھرو وید میں کانڈ ۳ منتر ۲۱ میں ہدایت ہے۔ کہ گئوشالہ نہایت مصفّٰی اور پاکیزہ رکھنی چاہیئے۔ گئوؤں کو ہٹّا کٹّا بنانا چاہیئے۔ گائے کو چرنے کے لئے کھلا چھوڑنا چاہیئے۔ گائے کو سُورج کے پرکاش میں رکھیں کیونکہ میل ضرور بھر میں گرا ہی۔ گائے کو میلا کچیلا نہ ہونے دیں۔ اگلے منتر میں آتا ہے

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

کہ گائے کو شُدھ جل پلانا چاہیئے۔

ایسا ہی رِگوید منڈل ۰ سوکت ۹ ۲ میں ہدایت ہے۔ کہ گائے اُتّم وایو میں گھومتی رہے۔ اُتّم اوشدھیاں کھا کر پُشٹ ہوں۔ گائے بچّوں کی سچّی دایہ ہے۔ گائیوں کو روگوں سے بچایا جائے۔ اور انہیں خوش و خرّم رکھا جائے۔ ہر گھر میں گئو پالن اُتّم پرکار سے کیا جائے۔ دودھ مکھن گھی آدی سے گھر کو بھرپور کریں۔ ہر منش توانا اور تندرست بن کر آنند سے جیون ویتیت کرے۔ الغرض گائے اِنسان کا سچّا رفیق ہے۔

اس قسم کے کئی منتر ویدوں میں آتے ہیں جن میں گائے کے پالنے اور گئوشالاؤں کی ہدایات درج ہیں۔ مگر ہندوؤں نے ان سب کو بالائے طاق رکھ دیا۔ اب مختصر طور پر چند ہدایات درج ذیل کی جاتی ہیں۔

(۱) جب تک گئوشالہ کے ساتھ چراگاہ اپنی کا انتظام نہ کرایا جائے۔ گئوشالہ نہیں کھولنی چاہیئے۔

(۲) گئوشالہ کا منتظم تجربہ کار اور گئو پالن وِدیا میں ہوشیار ہونا چاہیئے۔ بہتر ہو کہ کسی زراعتی کالج میں ڈیری فارم کا تربیت یافتہ ہو۔ اَن پڑھ لوگوں کے ہاتھ میں گئوشالہ کا انتظام دینا خطرناک ہے۔

(۳) گئوشالہ کا کام تعلیم یافتہ لوگوں کو اپنے ہاتھ میں لینا چاہیئے۔ اس کے لئے لمیٹڈ رجسٹرڈ کمپنی ہونی چاہیئے۔ جب تک تجارتی پہلو کو مدِنظر نہ رکھا جائے۔ گئوشالہ کا چلانا مشکل امر ہے۔

(۴) تمام بھارت کی گئوشالاؤں میں آنترک تعلقات ہونے چاہئیں۔ تاکہ ایک دوسرے کے تجربات سے مستفیض ہو سکیں۔

(۵) گئوشالاؤں کے سانڈ بدلتے رہنے چاہئیں۔ تاکہ گائے کی نسل مضبوط ہو اور دودھ بھی بڑھتا رہے۔

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

باب دوم

گائے کی اہمیت کے پانچ پہلو

فصلِ اوّل ۔ تواریخی نکتہ نگاہ سے

جہاں تک دُنیا بھر کے اِتہاس کا پتہ چلتا ہے۔ تمام مہذب ممالک میں زمانہ سلف سے گائے کی پرستش اور پرورش کا رواج چلا آیا ہے۔ چنانچہ چالڈیا کے کھنڈرات کی کھدائی کرنے پر ماہرین آثار قدیمہ نے ۴۳۰۰ برس قدیمی ایک بیل کی تصویر (مجسمہ) پایا ہے۔ جو مندر کی دیواروں اور کئی پتھروں پر تراشیدہ اور کندہ دستیاب ہوتی ہے۔ ایسا ہی اسیریا اور میلونیا کے لوگ جو کسی زمانہ میں تہذیب کی چوٹی پر پہنچے ہوئے تھے۔ اُن میں بھی گائے کی پرستش اور احترام کا رواج پایا جاتا ہے۔ غرضیکہ مغربی ایشیا کی تمام اقوام گائے کی پرستش کرتی تھیں۔

(۲) مصر میں ہزاروں برس تک گائے کی پرستش رائج رہی۔ وہاں سانڈ کو بمنزلہ دیوتا تصوّر کرتے تھے۔ دیوی آئی سس کے نام پر گائے متبرک سمجھی جاتی تھی۔ اور اوسی رِس دیوتا کے نام پر بیل کی تقدیس کی جاتی تھی۔

(۳) انجیل کے پرانے عہد نامہ سے پایا جاتا ہے۔ کہ یہودی لوگ ہارون اور موسیٰ پیغمبر کے زمانے میں گائے اور بچھڑے کی پوجا کرتے تھے ...

[illegible] پایا جاتا ہے۔ جو [illegible] ماہر آثار قدیمہ [illegible]

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri.

لکھتا ہے۔ کہ اِن اقوام سے پہلے بھی دُنیا کی نہایت قدیم اقوام میں گائے کی پرستش کے آثار پائے جاتے ہیں۔

(۴) مغلیہ خاندان کے بادشاہ بابر نے اپنے بیٹے ہمایوں کو وصیت کی۔ کہ مذہبی تعصب کو دُور کرکے گائے کی قربانی سے پرہیز کرو۔ کیونکہ ایسا کرنے سے ہندوؤں کے دِلوں کو تسخیر کیا جا سکیگا۔

(۵) مسلمانوں میں سب سے پہلے حجاج بن یوسف گورنر عراق نے یہ حکم دیا۔ کہ میری قلمرو میں نہ تو گائے کو ذبح کیا جائے۔ نہ اُس کا گوشت کھایا جائے۔

(۶) اکبر بادشاہ کے فرمان اور شاہ عالم کے فرمان اب تک موجود ہیں۔ جو گائے کے ذبح کئے جانے کے خلاف ہیں۔

(۷) ہندوؤں کے متعلق لکھنا تو عبث ہے۔ کیونکہ ان کی رگ رگ میں گئو پالن اور گئو رکشا سمایا ہوا ہے۔ البتہ تاریخی پہلو سے سلطنت موریا کے زمانہ میں گائے کی کس قدر قدر تھی۔ اس کا چانکیہ کے ارتھ شاستر سے پتہ چلتا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ مہاراجہ چندر گپت کے زمانہ میں ایک وزیر محکمہ گائے کا ہوا کرتا تھا۔ جس کے ماتحت پانچ ادھیکاری ہوتے تھے۔ یعنی گئو ادھیکش۔ وید ادھیکش۔ ویکا ادھیکش۔ سونا ادھیکش۔ مدھنگا ادھیکش تھے۔ گئو ادھیکش کا کام پشوؤں کی دیکھ بھال۔ وید ادھیکش کا کام نسل بڑھانے کی تدابیر پر غور کرنا تھا۔ اور کیمیائی طور پر بہت عرصہ تک اسے ٹھیک رکھنے کے ڈھنگ نکالنا اور عوام الناس تک بہم پہنچانا تھا۔ وقت پر دودھ نکالنا۔ گائے کے بچے کو کافی دودھ دینا۔ روگی پشوؤں کی چکتسا کا علیحدہ پربندھ تھا۔ پشوؤں سے انوچت وِیوہار کرنے والوں کو ڈنڈ دیا جاتا تھا۔ ہر موسم کے لئے الگ الگ گوچر بھومی ہوتی تھی۔ سونا ادھیکش کا کام بچھڑوں کی پرورش اور دیکھ بھال تھا۔ شکاری اور جنگلی جانوروں سے

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

گائیوں کو محفوظ رکھنے کا کام بھی گئو ادھیکش کے سپرد تھا۔ ہر ایک راجکمار کے لئے گئو پالن اور گئو چکتسا سیکھنا لازمی تھا۔ غرضیکہ ارتھ شاستر میں مفصل طور پر وضاحت کی گئی ہے۔ ایسا ہی بھگوان کرشن کے زمانہ میں گوکل متھرا اور بندرابن گئو پالن کے مراکز تھے۔ راجا لوگ گائے کی پرورش کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے۔

پس تاریخی پہلو سے پایا جاتا ہے۔ کہ زمانہ سلف سے گئو پالن اور گئو کی رکھشا کرنا ہر ایک قوم میں مروج تھا۔ اور لوگ بڑے شوق کے ساتھ گئو کا پالن پوشن کیا کرتے تھے۔ ایسے ہی سلطان ٹیپو نے گائے کی نسل کو بڑھانے کے لئے ایک مکان بنوایا تھا۔ جس کا نام امرت محل رکھا تھا۔ اور اس کے نشانات اب تک موجود ہیں۔

مہابھارت میں آیا ہے کہ نارد نے بدھشٹر سے پوچھا۔ کہ آپ کے راجیہ میں گئوؤں کی حالت کیسی ہے؟ اسی طرح جب بھرت جی چترکوٹ میں رام سے ملنے گئے۔ تو رام چندر نے پوچھا۔ کہ کسانوں کی حالت تو اچھی ہے؟ گائیں خوب دودھ دیتی ہیں نا؟ غرضیکہ زمانہ سلف میں تمام راجے اور پرجا گئو کی حفاظت کرنا۔ اس کی نسل بڑھانا اور دودھ بڑھانے کی طرف اپنی توجہ دینا اپنا پہلا فرض سمجھتے تھے۔ آج کل یہاں گائیوں کی پانچ قسم کی نسلیں ہیں:-

اوّل درجہ کی نسل :- ساہیوال
دوسری " " :- ہریانہ
تیسری " " :- ناگھا
چوتھی " " :- دھنی
پانچویں " " :- سندھی

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

فصل دوم

مذہبی نقطہ نگاہ سے گئو پالن

اس وقت دنیا میں پانچ بڑے مذہب پرچلت ہیں۔ یعنی ویدک ہندو۔ بدھ۔ عیسائی۔ مسلمان اور یہودی۔ ان کے علاوہ پارسی مذہب بھی ہے جن کی تعداد صرف ڈیڑھ لاکھ ہے۔ مگر چونکہ یہ قدیمی مذہب ہے۔ اس لئے اس کا نام بھی یہاں درج کرنا ضروری سمجھا گیا ہے۔ چونکہ دنیا بھر میں مذاہب نے ہی لوگوں کی اخلاقی اور مجلسی حالت میں انقلاب پیدا کیا ہے۔ جو اثر مذہب نے انسان کے دماغی اور روحانی حالت پر پیدا کیا ہے۔ وہ تلوار یا قانون یا بادشاہ کی مطلق العنان طاقت بھی نہیں ڈال سکی۔ اس لئے دیکھنا یہ ہے کہ دنیا کے مذاہب نے گئو کے بارہ میں کیا ہدایات کی ہیں۔ بلحاظ قدامت ترتیب وار سب مذاہب کے دو دو تین تین اقتباسات پیش کروں گا۔ تاکہ لوگوں کو ہر ایک مذہب کی ہدایات کا پتہ لگ جائے۔

سب سے قدیمی ویدک دھرم ہے۔ اور وید ہی دنیا کے پستکالیہ میں سب سے قدیمی اور مستند کتاب ہے۔ چنانچہ اس بارے میں

(۱) رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۱۶۹ میں ارشاد ہے۔ کہ ہمارے برہمن بڑے ودوان۔ کھشتری بلوان ہوں۔ ہماری گائیں اچھی دودھ دینے والی اور ہشٹ پشٹ ہوں۔ جس پرکار شوربیر اور گیانی پرشوں کا ست سنگ کرنا ضروری ہے۔ ویسے گئوؤں کو گھر میں پالنا اور ان سے دودھ لینا ضروری اور مفید ہے۔ ہمارے بال بچے گئو کے بچھڑوں سے آنند کے ساتھ کھیلیں۔ گئو کے دودھ سے ہر ایک

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

اندری (اعضاء) کی پشٹی ہوتی ہے۔ گائے کو بہت دودھ دینے والا بنا کر بچھڑے
کے ساتھ رکھنا چاہیے۔

(۲) اتھروید کانڈ ۳ سوکت ۱۴ میں لکھا ہے۔ کہ ہر گھر میں گئو پالن اُتم پرکار سے کیا جائے۔ دودھ گھی مکھن ہم کو بھرپور میسر ہوں۔ ان پدارتھوں کے اپیوگ سے ہر منش رشٹ پشٹ ہو کر آنند سے رہے۔

(۳) یجروید میں آیا ہے۔ (ا) گئو اگھنیا یعنی نہ مارنے یوگیہ ہے۔ اس کا دودھ اور گھی پیو۔ یہ پشٹی کارک اور سمرن شکتی ابابت کرتے ہیں۔

(ب) میری گئو شالہ تمہارا پالن پوشن کرنے والی ہو۔ گئوو! تم دھن دھان پوشک پدارتھ اور جیون بڑھانے والی ہو۔ تم کو ہم سب پرانی پراپت کریں۔

ایسا ہی انیک منتروں میں گئو پالن کی ہدایات ہیں۔ ہندوؤں کے گرنتھوں اور سنسکاروں کا انحصار گھی پر ہے۔ رامائن۔ مہابھارت۔ اپنشدوں غرضیکہ تمام سنسکرت ساہتیہ میں گئو پالن کے متعلق ہدایات پائی جاتی ہیں۔

دوسرا پارسی مذہب ہے۔ اس کی مذہبی کتاب ژند اوستا میں گائے کے مارنے یا اس کا ماس کھانے کی سخت ممانعت ہے۔ بلکہ پارسی لوگ ہندوؤں کی طرح گائے کو متبرک سمجھتے ہیں۔ گومیدھ یگ پارسیوں میں گومزد کہلاتا ہے۔ اس یگ میں پارسی لوگ گائے کی نمائش کرتے ہیں۔ اور گئو پالن کا عہد کرتے ہیں۔

تیسرا یہودی مذہب ہے۔ ان کی کتاب توریت ہے۔ اس کی پہلی کتاب پیدائش باب اوّل کی آخری آیت میں خدا فرماتا ہے۔ کہ میں نے تمہاری خوراک کے لئے پھل اور نباتات پیدا کئے۔ (پشو مارنا یا گائے کو ذبح کر کے کھانا کہیں نہیں لکھا)

دوسری کتاب زبور ہے جو داؤد پیغمبر سے منسوب کی جاتی ہے۔ باب ۶۱۔ آیت ۵ میں لکھا ہے۔ کہ میں تیرے گھر یا باڑہ سے بکرا یا بیل نہ لوں گا۔ کیونکہ جنگل کے سب

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

پشو میرے ہیں۔ کیا میں بکروں کا گوشت کھاتا اور بیلوں کا خون پینے والا ہوں
وہ جو بیل ذبح کرتا ہے۔ ایسا ہے جیسا کہ اس نے ایک انسان کو مار ڈالا۔
چوتھا عیسائی مذہب جو نئے عہد نامہ کو زیادہ مقدم سمجھتا ہے یسعیاہ
نبی کی کتاب باب اول آیت ۱۱ میں ہے۔ "تمہارے ذبیحوں کی کثرت سے مجھے کیا کام۔
مینڈھوں کی سوختنی قربانی فربہ بچھڑوں کی چربی اور بیلوں کا خون میں نہیں پیتا۔
جب تم دعا مانگوگے۔ میں تمہاری ایک نہیں سنوں گا۔ کیونکہ تمہارے ہاتھ
تو خون سے آلودہ ہیں۔

(ب) متی کی کتاب ۹ آیت ۱۳ میں میں قربانی کو نہیں بلکہ رحم کو چاہتا
ہوں۔

(ج) رومیوں باب ۱۴ آیت ۲۱ میں۔ "بہتر ہے کہ گوشت نہ کھا۔ اور
شراب مت پی۔ اور کوئی کام ایسا نہ کر جس سے تیرے بھائی کو کوئی
ٹھیس لگے۔"

سکھ مذہب۔ چونکہ سکھ اب اپنے تئیں ہندوؤں سے الگ سمجھتے
ہیں۔ اور بعض سکھ تو گائے کو بمنزلہ دیگر جانور سلوک کے مستحق سمجھتے ہیں۔
اس لئے گورو صاحبان کی بانی کے دو تین حوالہ جات بھی پڑھ لیں۔

(۱) جنم ساکھی کلاں میں قاضی رکن دین کے جواب میں گورو نانک دیو جی
فرماتے ہیں۔ "کتو چودھواں رتن ہے کام دھین ہے نام۔ پوجیں سب
اوتار تیس کر کے مات سمان۔

(ب) رشیر جنہاں دا پیوئیے تن ماریاں بہت گناہ
نانک آکھے رکن دین بہو بھکیاں ہوئے پناہ

(ج) بھجنگ ہر بات چھند:-
یہی آس پوری کرو تم ہماری
مٹے کشٹ گئواں چھٹے دوش بھاری

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

(د) سُوریہ پرکاش راس ۷ اسنو ۵۵ چوپائی -
جس ہت آپ لیس اوتارا - راج ملیچھ وناش ہو سارا - وپر - دہینو سنتن سکھ دیجے -

(۲) گور بلاس میں آیا ہے "گئو دوج کی رکھیا ہنت دہریں اتکاھ دیہہ - ہری گوبند گورو نام ہو تم جوں کیہنہ -

(۳) گور بلاس ادھیائے ۶ صفحہ ۱۷ "تبھے ملیچھ دوج دہین ہتاوے - بے ادبی کریں نہ سِک وِیراوے -

غرضیکہ سکھوں کی گورو بانی میں جابجا گئو رکھشا کے پرمان ملتے ہیں آخری گورو نے اپنا نام گوبند سنگھ رکھا یا یعنی گئوؤں کی رکھشا کرنے والا شیر۔

اب مسلمانی مذہب کو لیجیے۔ مسلمان لوگ عید کے موقعہ پر گئو کی قربانی پر اصرار کرتے ہیں اور کئی جگہ اس پر فتنہ و فساد برپا ہوتے ہیں۔ قرآن شریف میں صریحاً کوئی آئیت نہیں جس میں عید پر گائے کی قربانی لازمی ہو۔ بلکہ سورہ حج میں تو خاص ہدایت خدا کی طرف سے ہے کہ مجھے تمہاری قربانی نہیں پہنچتی۔ بلکہ تمہاری پرہیزگاری پہنچتی ہے۔

(۲) اگر گائے کی قربانی اسلام میں واجب یا لازمی ہوتی۔ تو شاہان اسلام جیسے اکبر۔ شاہ عالم۔ حجاج وغیرہ گئوکشی کی ممانعت کے فرمان جاری نہ کرتے بلکہ علماء کے فتوے بھی گئوکشی کے سخت خلاف ہیں جیسے کہ فتاوے ہمایونی صفحہ ۳۰۷ پر درج ہے:-

"گاؤکشی از شعار اسلام نیست کہ خواہ مخواہ از اظہار آں از ضروریات باشد - یعنی گاؤکشی اسلام میں ضروری نہیں ہے"۔

ایسا ہی سرسید احمد خان کا فرمودہ ہے کہ "مسلمانوں کا گائے کی قربانی پر اصرار کرنا جہالت ہے۔

(۳) امیر کابل کا اعلان ۱۰ نومبر ۱۹۲۴ء کا کہ سلطنت افغانستان کی

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

...یا کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ قاضی القضاۃ اور علمائے اسلام کے فتوے سے گائے کی قربانی پر بکرے کی قربانی کو ترجیح دی جاتی ہے۔ اس لئے اس قلمرو میں گائے کی قربانی بند کی جاتی ہے۔ اس سے ایک تو اقتصادی فائدہ ہے۔ دوسرا غیروں کے ...وں کو ٹھیس نہ لگے گی۔

اسی طرح آپ ۹ جون ۱۹۰۲ء کو جب ہندوستان کی سیاحت کے ...لئے آئے۔ عید کے دن جامع مسجد دہلی میں جا کر اس شرط پر نماز پڑھی۔ کہ وہاں ...گائے کی قربانی نہ کی جائے۔ ایسا ہی نظام حیدر آباد نے بھی گائے کشی کے خلاف حکمنامہ جاری کیا تھا۔

غرضیکہ غیر متعصب مسلمان و علماء کی رائے ہم پہلے باب میں درج کر چکے ہیں۔ مسلمانوں کے لئے گئو ویسی ہی مفید ہے جیسی ہندوؤں کے لئے۔ چونکہ مسلمان زیادہ تر زراعت پیشہ ہیں۔ ان کے لئے زیادہ مفید ہے۔

چنانچہ ڈاکٹر برنیر صاحب ایک فرانسیسی سیاح بھی اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں:- جہانگیر بادشاہ نے مویشیوں کی کمی دیکھ کر گائے ذبح کرنے کی ممانعت کر دی تھی۔ بلکہ خلاف ورزی کرنے والے کے لئے سخت سزا کا حکم دیا تھا۔ نیز لارڈ لیک نے ۳ جون ۱۸۰۵ء میں اعلان جاری کیا تھا۔ کہ متھرا کے علاقہ میں جو ہندوؤں کی برج بھومی مقدس جگہ ہے۔ ضروری ہے کہ گائے کی رکھشا اور پالن ہو۔ انہیں کسی طرح ایذا نہ دی جائے۔ اس لئے کوئی قصاب یا دیگر لوگ متھرا اور اس کے قرب و جوار میں گئو ہتیا نہ کریں۔ اگر کوئی اس حکم کی خلاف ورزی کرے گا۔ تو سخت سزا کا مستوجب ہوگا۔ افسوس ہے کہ پیچھے انگریزوں نے اس فرمان کو بالائے طاق رکھ کر وہاں بوچڑ خانہ کھولنے کی اجازت دے دی تھی۔ مگر اب بھارت سرکار نے وہاں بوچڑ خانہ بند کر دیا ہے۔

نیز مسلمانوں کی حدیث میں بھی گائے کے ذبح کرنے کی کئی جگہ پر ممانعت ہے۔ اور خود حضرت محمد صاحب بھی گائے کا گوشت رغبت سے نہیں

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

کھاتے تھے۔ انہوں نے زندگی بھر میں صرف ایک بار گائے کی قربانی کی ہے۔

اسلامی ممالک مصر اور ترکی میں گائے کی قربانی شاذ و نادر ہوتی ہے بلکہ مسلمان جو وہاں سیاحت کرآتے ہیں۔ برسرعام شہادت دیتے ہیں۔ کہ مصر میں صرف ایک دوکان ہے۔ جہاں گئے کا گوشت فروخت ہوتا ہے۔ اور وہاں بھی یہودی لوگ خریدتے ہیں۔ مسلمانوں کو گائے کے گوشت سے کوئی رغبت نہیں ہے۔ غرضیکہ مذہبی نقطۂ نگاہ سے مسلمانوں کے علماء شیخ سعدی۔ فردوسی خواجہ حافظ جیسے بھی نہ صرف گئے بلکہ دیگر تمام جانوروں کی دلآزاری ہنسا کے خلاف اپنی تصنیفات میں رائے ظاہر کرچکے ہیں۔ پس اگر تعصب کو بالائے طاق رکھ کر نیک نیتی اور سنجیدگی سے وچار کیا جائے۔ تو کوئی مذہب گئوکشی کی اجازت نہیں دیتا۔

بالخصوص ایک حدیث میں صاف آیا ہے۔ کہ ذابح البقراً۔ دائم الخمراً بائع البشراً ابد السقراً یعنی گائے کے ذبح کرنے والا۔ شراب میں مخمور رہنے والا۔ آدمیوں کی خرید و فروخت کرنے والے یہ سب ہمیشہ کے لئے دوزخ میں پڑے رہیں گے۔

فصل سوم

بلحاظ طبابت صحت و طاقت

مذہبی اور تاریخی اہمیت گئے کی دکھلانے کے بعد تیسرا پہلو صحت اور درازیٔ عمر کا ہے۔ جو سب سے مقدم اور افضل ہے۔ گئے سے انسان کو اس کی زندگی میں دودھ اور اس سے تیار شدہ اشیاء مکھن ملائی۔ دہی۔ پنیر اور چھاچھ

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

ملتی ہیں۔ جو بطور خوراک ہمارے لئے مفید ہیں۔ گائے کا گوبر اور موت ادویات میں استعمال ہونے کے علاوہ ہماری کھیتی کی پیداوار کے لئے مفید ہے۔ مرنے کے بعد چمڑا سینگ ہڈیاں وغیرہ انسان کے لئے کئی کاموں میں مستعمل ہوتے اور مفید ہیں۔ اس لئے ہم ان سب اشیاء کے خواص پر یہاں بحث کریں گے۔

سب سے مقدم چیز گائے کا دودھ ہے۔ جو انسان کی سب سے پہلی اور آخری مکمل غذا ہے۔ انسان کا بچہ اپنی زندگی کے پہلے برس محض دودھ پر زندگی بسر کرتا ہے۔ تاریخ اس بات کی شاہد ہے۔ کہ جن جاتیوں کی خوراک میں دودھ اور اس کے اجزاء و مرکبات شامل ہیں۔ وہ مضبوط۔ طاقتور اور صحتور ہیں۔ سائنس نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ دنیا میں دودھ کے علاوہ کوئی اور خوراک نہیں جس میں غذائیت کے تمام اجزاء متناسب نسبت سے موجود ہوں۔ دودھ میں کاربوہائیڈریٹ چکنائی اور معدنیات ایسے تناسب سے موجود ہیں۔ کہ وہ آسانی سے ہضم ہو سکتا ہے۔ نیز بچہ کی نشوونما کے لئے جو اجزاء ضروری ہیں۔ وہ سب دودھ میں ٹھیک تناسب سے پائے جاتے ہیں۔ جسم کو بڑھانے والے اجزاء کیلسیم۔ فاسفورس۔ پروٹین۔ ہائیڈروجن اور وٹامن (پانچ قسم کی) ہیں۔ فاسفورس ہماری ہڈیوں۔ نسوں اور دانتوں کے بنانے کے لئے ضروری ہے۔ کیلسیم ہماری ہڈیوں اور دانتوں کے بڑھانے اور بنانے کے لئے درکار ہے۔ دنیا میں کوئی ایسی خوراک نہیں جس میں دودھ کی طرح کیلسیم پائی جائے۔ اس لئے دودھ بچوں کی خوراک کا جزو اعظم ہے۔ اگر بچوں کو دودھ نہ ملے۔ تو نہ تو ان کے دانت باقاعدہ بڑھتے ہیں۔ نہ مضبوط ہوتے ہیں۔ ان میں چھید پڑ جاتے ہیں۔ اور جلدی گر پڑتے ہیں۔ سکولوں کے بچوں پر تجربہ کرنے سے ثابت ہوا ہے۔ کہ جن بچوں کے دانتوں میں چھید پڑ گئے تھے۔ ان کو کافی مقدار میں دودھ دینے سے چھید بند ہو گئے۔ اور دانت مضبوط ہو گئے۔ جسم کو نشوونما دینے کے لئے معدنیات کی طرح پروٹین بھی ضروری ہے۔ وہ دودھ میں کافی مقدار میں پائی جاتی ہے۔ انسانی زندگی کے لئے کاربوہائیڈریٹ بھی ضروری

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

دودھ میں ایک خاص قسم کی شکر پائی جاتی ہے۔ جسے لیکٹس کہتے ہیں۔ اس
عام شکر جیسی مٹھاس تو نہیں ہوتی اور نہ زود ہضم ہوتی ہے۔ مگر اس سے ایک
قسم کا تیزاب پیدا ہوتا ہے جسے کیلٹیکل ایسڈ کہتے ہیں۔ یہ دانتوں میں جر
کی پیدائش کو روکتا ہے۔ اور انتڑیوں میں خوراک کے گلنے سے جو زہر پ
ہوتا ہے۔ اسے روکتا ہے۔ گائے کے دودھ میں لیکٹس کی مقدار ۵ فیصد
اور ماتا کے دودھ میں ۶.۵ فیصدی ہے۔ اس لئے بچوں کے لئے ماتا کا دود
بہترین خوراک ہے پس جو بچے ماتا کے دودھ پر پرورش پاتے ہیں۔ وہ جلد
دانت نکالتے ہیں اور زیادہ تنومند ہوتے ہیں۔ انہیں ریکٹ (کریم معدہ
کے روگ نہیں ہوتے۔ ایسا ہی دودھ کی چکنائی باقی سب چکنائیوں سے
برتر ہے۔ کیونکہ وہ زود ہضم ہے۔ غذائیت کے لحاظ سے دودھ اس لئے
بہترین غذا ہے۔ کہ اس میں وٹامن اے اور ڈی موجود ہیں۔ جو چکنائی میں
مخلوط رہتے ہیں۔ خالص دودھ کئی قسم کی بیماریوں کے حملہ کو روکتا ہے۔ کیونکہ
اس میں ۶ اقسام کے وٹامن مختلف مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ الغرض دودھ بچوں
جوانوں اور بوڑھوں سب کے لئے سب سے بیش قیمت نعمت ہے۔

(۱) دھنونتری جی اپنے چکتسا شاستر میں لکھتے ہیں۔ کہ دودھ پرانے بخار
کھانسی جسم کا سوکھنا۔ گولہ۔ جلودھر وغیرہ امراض دور کرنے کے لئے مفید ہے۔
جسم کی جلن پیاس کی زیادتی۔ درد جگر۔ شریر کا پیلا پڑ جانا۔ اسہال۔ بواسیر
شول۔ مل مونتر رکنے سے پیدا شدہ امراض کھجلی۔ رج کی کمی بیشی۔ حمل نہ ٹھہرنا۔
منہ ناک سے خون آنا۔ بغیر محنت تکان محسوس کرنا وغیرہ امراض کے لئے مفید
ہے۔ طاقت اور دھاتو بڑھانے والا مسک بھی۔ نامردی دور کرنے۔ قوت
حافظہ تیز کرنے کے لئے مفید ہے۔ بھوپت بہادر پرکاش (ویدک گرنتھ کا نام ہے)
کالی گائے کا دودھ صحت بخش ہے۔ زرد گائے کا دودھ پت اور وات کو مٹاتا ہے۔
چھوٹے بچے والی گائے کا دودھ کف کو دور کرتا ہے۔ اناج کھلانے والی گائے کا

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

دودھ ثقیل مگر قابض ہوتا ہے۔ بھوسہ۔ کھلی۔ بنولے کھانے والی گائے کا دودھ بہت مفید ہے۔ گڑ ملا کر پینے سے پیشاب کا روگ دور ہوتا ہے۔ تازہ بچے والی گائے کے دودھ کو پیوش کہتے ہیں۔ وہ فربہ کرنے والا مقوی۔ پت اور وات کو دور کرتا ہے۔ بلند آور ہوتا ہے۔ اگر کھانڈ ملا کر پیا جائے۔ تو ہلکا طاقتور مرغوب طبع اور پیاس دور کرتا ہے ویریہ کو بڑھاتا اور صاف کرتا ہے۔

(۲) یونانی حکمت کی کتاب مخزن الادویات میں آیا ہے۔ کہ دودھ زود ہضم منی پیدا کرنے والا۔ دل و دماغ کو مفرح اور طبیعت کو نرم کرتا ہے۔ بدن کو فربہ کرتا ہے۔ جسم کو چمک دیتا ہے۔ سل اور سینہ کی بیماریوں کے لئے اکسیر ہے۔

(۳) تحفۃ المومنین کتاب میں درج ہے۔ کہ دودھ مرض کو دور کرنے کے لئے از بس مفید ہے عمر کو بڑھاتا ہے۔ اور درد گردہ کے لئے بھی مفید ہے۔ ایسا ہی ابو علی سینا حکیم کا قول ہے۔ کہ دودھ زود ہضم حسن بڑھانے والا عقل تیز کرنے والا۔ یرقان مرگی اور بواسیر کے امراض کے لئے مفید ہے۔

(۴) رسالہ صحت میں درج ہے۔ کہ گائے کا دودھ مکمل غذا۔ تپ دق۔ مرض اعصاب خشکی اور زکام کے لئے مفید ہے۔

(۵) اخبار الفضل ۲۷ اگست ۱۹۲۲ء میں خلیفہ قادیانی ایک مضمون کی سرخی "مسلمان طلباء کے زیادہ فیل ہونے کی بواعث" دے کر لکھتے ہیں :- مسلمان طلباء کی دماغی حالت کچھ ایسی ہے۔ کہ وہ تعلیم حاصل کرنے میں پورے شوق سے کام نہیں لیتے۔ یہ نقص کثرت گوشت خوری سے ہے۔ مناسب یہ ہے کہ روزانہ غسل کیا کریں۔ اور بجائے بھینس کے گائے کا دودھ پیا کریں۔ خلیفہ اول فرمایا کرتے تھے۔ کہ بھینس کا دودھ پینے سے جسم و دماغ فربہ ہو جاتا ہے۔ مگر گائے کی آنکھوں سے کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ سوچ رہی ہے۔ یہ تجربہ ہے جس جانور کا گوشت کھایا جائے۔ اس کے خواص کا اثر کھانے والے پر پڑتا ہے اس لئے اسلام میں درندوں کا گوشت حرام کر دیا گیا ہے۔

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

(۶) انگریزی طبابت کے رُو سے غذا میں پانچ اجزاء شامل ہونے چاہئیں۔ یعنی پروٹین یا نائٹروجن۔ ہائیڈروکاربن۔ سٹارچ اور وٹامن۔ ان میں حسب ذیل ۱۶ کیمیائی اجزاء ہوتے ہیں۔ یعنی ہائیڈروجن آکسیجن۔ نائٹروجن۔ کلورائین۔ سلفر کاربن۔ فاسفورس۔ فلورائین۔ بورن۔ سلیکن۔ پوٹاسیم۔ سوڈیم کیلسیم میگنیشیم لوہا اور المونیم یہ سب اجزاء سوائے دُودھ کے اور کسی خوراک میں نہیں پائے جاتے۔ اس لئے دُودھ کو مکمل غذائے انسانی تصور کیا جاتا ہے۔

(۷) میجر کرجرائی۔ ایم۔ ایس نے ہند سرکار کے حکم سے شملہ میں دُودھ کے بارے میں تجربات کر کے رپورٹ کی کہ ایک سکول میں بچوں کو آدھ سیر دُودھ یومیہ دیا گیا ان کا وزن ایک ہفتے میں ۳.۴ پونڈ یعنی ۱½ سیر بڑھ گیا۔ ان کے چہرے چمکیلے ہو گئے۔ اور خوشباش نظر آنے لگے۔

(۸) مدراس میں سرکار کے حکم سے ڈاکٹر سکسن سول سرجن نے تین برس کی جانچ پڑتال کے بعد رپورٹ کی۔ اور ایک کتاب بنام "خوراک" شائع کی جس میں ہر قسم کی خوراک کے کیمیائی اجزا بیان کرتے ہوئے سب سے اُتم غذا دُودھ اور مکھن ثابت کی ہے۔ دوسرے درجے پر گاجر مولی۔ ٹماٹر اور ساگ۔ تیسرے درجے پر مختلف قسم کے اناج۔ یہ جانچ آپ نے وٹامن اصول پر کی ہے۔ وہ ڈبل روٹی کھانے کے سخت خلاف ہے۔ کیونکہ آٹا نہایت باریک ہونے کے باعث اس کا جوہر زائل ہو جاتا ہے۔ وہ چکی کے آٹے پر زور دیتا ہے۔ اور ولایتی مٹھائیوں سے پرہیز بتاتا ہے۔ اسی طرح لندن کے ڈاکٹر ٹڈمین افسر محکمہ حفظانِ صحت کی رپورٹ ہے۔

(۹) ٹڈمین کہتا ہے کہ اگر تم اپنے ملک کی آئندہ نسل کا سکھ اور کلیان چاہتے ہو۔ اولاد کو مضبوط اور توانا بنانا چاہتے ہو۔ تو اس کی غذا میں دُودھ کی مقدار زیادہ کرو۔

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

(۱۰) مسٹر ... سابق وزیر اعظم انگلستان نے پارلیمنٹ کے روبرو

ایک سوال کے جواب میں کہا۔ جو اخبار ٹریبیون ۱۰ نومبر ۱۹۳۱ء میں حسب ذیل شائع ہوا۔ کہ مکمل اور مفید غذا کے بارہ میں محکمہ صحت کی جانچ کمیٹی نے مکمل تحقیقات کے بعد یہ رائے قائم کی ہے۔ کہ آئندہ سیشن میں ایک تجویز دربارہ بہم رسانی دودھ ملیشیا کی جائے گی جس کا مقصد یہ ہوگا۔ کہ قومی صحت کی بہتری اور برقراری کے لئے دودھ کا زیادہ استعمال کیا جائے۔ اور اس کی بہم رسانی کے لئے سہولتیں پیدا کی جائیں۔

(۱۱) رسالہ زراعتکاری ہندوستان میں دربارہ دودھ لکھا ہے۔ کہ دودھ انسان کے لئے مکمل غذا ہے۔ خالص اور بافراط دودھ مہیا کرنے سے بڑھکر کوئی امر ہماری فوری توجہ کے لائق نہیں۔ بچوں کو خالص اور بافراط دودھ دینے پر غور کرنا چاہیئے۔ دودھ کی اہمیت بطور خوراک صرف پروٹین اور طاقت سے ہی اندازہ نہیں لگائی جاسکتی۔ بلکہ دیگر تمام غذاؤں کے مقابلہ میں یہ سب سے اعلیٰ درجہ پر قیمتی اور مفید ہے۔ اور صحت و خوبی خوراک کے لحاظ سے افضل ہے۔ اس لئے اس کی مقدار اور عمدگی بڑھانے کے لئے فوری دھیان دینا چاہیئے اور ہر ایک اصلاح کنندہ سوسائٹی کو اس کے لئے کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ کوئی بچہ دودھ سے محروم نہ رہے۔

(۱۲) مہاتما گاندھی اخبار "نوجیون" ۲۹ جنوری ۱۹۲۵ء میں لکھتے ہیں۔ کہ میری درشٹی میں گائے کی رکھشا کرنا منش جاتی کی ترقی کے لئے ایک بڑا بھاری ذریعہ ہے۔ ہندوستان میں گائے سے بڑھ کر انسان کا ہمدرد۔ غمگسار اور مددگار اور کوئی نہیں۔ اس نے انسان کو بے شمار نعمتیں عطا کی ہیں۔ وہ بھارت کے لاکھوں انسانوں کی ماتا ہے۔ کیونکہ جن بچوں کی ماتا مر جاتی ہے۔ وہ اس کے دودھ سے پرورش پاتے ہیں۔ جب تک ہندو لوگ گئو رکھشا کریں گے۔ ہندو جاتی زندہ رہے گی اور اپنی تہذیب کو برقرار رکھ سکیگی۔

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

(۱۳) ڈاکٹر ہگ صاحب اپنی کتاب (صحت کے اصول) میں لکھتے ہیں

کہ انسان کا جسم مضبوط بنانے کے لئے دو قسم کی غذا ہونی چاہیئے یعنی طاقت پیدا کرنے والی اور جسم کو مضبوط بنانے والی - ہر ایک جسم کے بنانے کے لئے نمک اور پروٹین کی ضرورت ہے - گیان بدھی بڑھانے والی اشیاء ہیں چربی - مکھن - تیل - گھی وغیرہ چکنی اشیاء ہیں -

پروٹین گوشت میں ۱۸ فیصدی - مچھلی میں ۱۴ فیصدی - انڈے میں ۱۳ فیصدی - مگر دودھ میں ۲۰ فیصدی ہوتا ہے - مٹر میں ۲۰ فیصدی چربی اور گھی میں کاربو ہائیڈریٹ یعنی مٹھاس اور وٹامن ہیں — یہ سب گائے کے دودھ میں سب سے زیادہ پائے جاتے ہیں -

(۱۴) سر جان وڈ روف ایم - اے سابق جسٹس ہائیکورٹ کلکتہ نے گئو کانفرنس کلکتہ میں سنہ ۱۹۱۲ء میں کہا تھا - کہ بنگال میں سنہ ۱۹۰۲ء تپ دق کے مریضوں کی تعداد ۳۵۴۰۲ تھی - مگر سنہ ۱۹۰۶ء میں ۶۰۰۰۰۰ (چھ لاکھ) کی تعداد تھی - اس کا سبب یہ کہ یہاں دودھ مکھن دہی کی قلت ہو گئی ہے -

(۱۵) ڈبلیو سمتھ صاحب اسسٹنٹ ڈائریکٹر محکمہ زراعت کارهی پنجاب نے بھی ایک تقریر میں بیان کیا تھا کہ ہندوستان کی خوشحالی اور باشندوں کی صحت بحال رکھنے کے لئے گائے کا مارنا ہندوستان میں قانوناً بند کیا جائے - مذہبی نقطہ نگاہ کو چھوڑ کر اقتصادی ترقی کے لئے ہندوستان میں گائے کی زیادتی لازمی ہے -

مختلف اقسام کے دودھ کے کیمیائی اجزاء کی تفصیل

نام جانور	کیسین	شکر	نمک	پانی	مکھن	(فیصدی)
گائے کا دودھ	۳	[illegible]	۱	[illegible]	۴	

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

...م جانور	کیسین	شکر	نمک	پانی	مکھن	(فیصدی)
...ی کا دودھ	۴	۵ ۴½	½	۸۷	۳½	
...ٹر	۴½	۵	۶،۸	۸۵	۴	
...ھی	۴،۱	۶	۱،۴	۹۱	½	
...ت کا دودھ	۳½	۳	۱،۵	۸۶	۶	

مندرجہ بالا کیمیائی جانچ سے پایا جاتا ہے۔ کہ انسان کے لئے
...تری (ماتا) کے دودھ سے دوسرے درجے پر گئے کا دودھ
...ی مفید ہے۔

دودھ کے بارے میں طبی تجربات

یورپ اور امریکہ کے ڈاکٹروں نے دودھ کے بارے میں جو تجربات
...کئے۔ اور کمیشن مقرر کرکے جو نتائج برآمد کئے۔ ان میں سے دو تین
...بطور نمونہ یہاں درج کرنا ہمارے ملک کے لوگوں کے لئے باعث
...چسپی اور مفید ہوگا۔

(۱) امریکہ کے ڈاکٹر بکفیلڈ نے بوسٹن شہر میں ۵ الڑکے
...ارہ برس کی عمر کے لئے۔ ان کے تین گروپ بنائے۔ پہلے گروپ میں
...پانچ لڑکوں کو صرف دودھ پر پالنا شروع کیا۔ انہیں سوائے دودھ
...کے اور کوئی غذا نہیں دی جاتی تھی۔ دوسرے گروپ کے پانچ لڑکوں
...کو صرف پھلوں کی غذا پر پالنا شروع کیا۔ تیسرے گروپ کے پانچ
...لڑکوں کو صرف ماش پر پالنا شروع کیا۔ چھ ماہ اس طرح پرورش کرنے
...کے بعد ۲۸ ڈاکٹروں نے ایسوسی ایشن کے سامنے ان لڑکوں پر جو

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

تجربہ کیا۔ وہ یہ ہے پہلے اِن پندرہ لڑکوں کو قطار میں بٹھا کر ا
کتاب کا صفحہ جس میں ۱۵ سطور تھیں۔ آدھ گھنٹہ میں یاد کرنے
کے لئے دیا گیا۔ اس میں اوّل سے چوتھے نمبر تک دُودھ خور لڑکے کامیاب
ہوئے۔ پانچویں نمبر پر پھل کھانے والا لڑکا کامیاب ہُوا۔ ماس
لڑکے سب سے پیچھے رہ گئے۔

دُوسرا تجربہ دو میل کی دوڑ کا کرایا گیا۔ اس میں اوّل۔ دوم۔ سو
پھل کھانے والے۔ چوتھے نمبر پر دُودھ پینے والا۔ پانچویں نمبر پر ا
پھل خور۔ دُوسرا دُودھ پینے والا برابر پہنچے۔ ماس خور لڑکے تھ
کر راستہ ہی میں رہ گئے۔

تیسرا تجربہ کشتی کرانے کا کیا گیا۔ اس میں دو لڑکے گوشت خور،
پھل کھانے والے۔ اور ایک دُودھ پینے والا کامیاب ہوئے۔ پس نتیجہ
نکلا۔ کہ دُودھ پینے سے دماغ۔ پھل کھانے سے دم بڑھتا ہے۔ دونوں
ہوتی ہے۔ طاقت میں ماس اور پھل برابر ہیں۔ گھی سے پٹھے مضبوط او
طاقتور ہوتے ہیں۔

(۲) دُوسرا تجربہ جرمنی کے شہر برلن میں ۱۹۰۲ء میں ۱۰۰ میل
پیدل جانے کا وائنا تک کیا گیا۔ ۱۵۰ آدمیوں میں صرف دو نباتات
خور تھے۔ وہ پہلے پہنچے۔ ماس خوروں میں سے ایک شخص تبیس ۳۲ گھ
پیچھے پہنچا۔

(۳) تیسرا تجربہ ۷۰ میل ۲۹ جون ۱۹۲۹ء کو جرمنی میں ہُوا۔
آدمیوں میں آٹھ سبزی خور تھے۔ اٹھارہ گھنٹے میں پہنچنا تھا۔ پہلے چھ
سبزی خور پہنچے۔ پہلا ۱۴½ گھنٹے میں۔ دوسرا ۱۵½ گھنٹے میں۔ ماس خ
کوئی بھی کامیاب نہ ہُوا۔ پس وکیفیلڈ ڈاکٹر کی رائے ہے۔ کہ جس خوراک
میں پھل، ساگ، مٹر، پنیر، دہی ہو وہ بلوان

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

بلحاظ عُمر درازی

دُنیا کے مُہذب ممالک کی پیدائش اور اموات کے نقشہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ موت کا سمبندھ خوراک کے ساتھ وابستہ ہے چنانچہ مسچیگن (؟) کے پروفیسر ہاپیجر انسٹی ٹیوٹ فرانش نے اپنی کتاب "ہم کس طرح بہت سو سال تک زندہ رہیں" میں ایسے تجربات قلمبند کر کے لکھا ہے کہ جہاں دُودھ بچوں اور لوگوں کو افراط سے ملتا ہے۔ وہاں عُمریں طویل ہوتی ہیں۔ دیکھئے نقشہ حسب ذیل ہے :-

ملک	اموات انسانی فی ہزار	اموات بچگان فی ہزار	اوسط عُمر فی کس
انگلستان	۱۷ "	۱۴۲ "	۵۴ سال
ڈنمارک	۱۵ "	۱۳۶ "	۵۲ "
امریکہ	۱۴ "	۵۸ "	۵۸ "
سوئٹزرلینڈ	۱۹ "	۵۲ "	۵۳ "
جاپان	۳۲ "	۱۸۰ "	۴۵ "
نیوزیلینڈ	۹ "	۳۲ "	۶۰ "
ہندوستان	۳۸ "	۲۶۰ "	۲۴ "

نیوزی لینڈ میں بچوں کو افراط سے دُودھ ملتا ہے اس لئے وہاں پر بچوں کی موت دوسرے ممالک کی نسبت کم ہوتی ہے۔ ہندوستان میں بچوں کو چونکہ دُودھ بہت کم ملتا ہے۔ اس لئے بچوں کی اموات ہندوستان میں دوسرے تمام ممالک کی نسبت بہت زیادہ ہوتی ہیں۔ اوسط عمر بھی نیوزی لینڈ کے لوگوں کی سب سے زیادہ ہے کیونکہ وہاں دُودھ بافراط ہے۔

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

ہمارے شاستروں میں دی گئی پرارتھناؤں میں ۱۰۰ سو برس کی آیو بلکہ سے بھی زیادہ عمر کے لئے پرارتھنا کی جاتی ہے۔ مگر اب ہماری اوسط عمر ہے۔ باعث قلت دودھ اور اشیائے تیار کردہ دودھ ہے۔ ورنہ کے زمانہ تک ہماری عمر ۱۰۰ برس سے اوپر تھی۔ جیسے بھیشم پتامہ ۱۷۰ کی عمر میں۔ واسدیو مہاراج کرشن جی کے پتا ۱۵۴ برس میں۔ مہاراج ۱۲۵ برس میں۔ ارجن ۱۱۵ برس میں مرے۔ حالانکہ وہ طبعی عمر کے خاتمہ وجہ سے نہیں بلکہ حادثہ کی وجہ سے اُن کی موت ہوئی۔ ایسا ہی ایک برس سے زیادہ عمر کے لوگ

(۱) جرمنی میں ۷۸ ۔ (۲) انگلستان ۱۴۶ ۔ (۳) فرانس ۲
(۴) بلجیم ۱۳ (۵) سپین ۴۰۱ ۔ (۶) بلگیریا ۵۷۵ ۔ (۷) نیوزیلینڈ
(۸) ہندوستان ۱۲۶ ۔

ہندوستان کی ۳۰ کروڑ آبادی میں صرف ۱۲۶ آدمی ۱۰۰ برس سے اوپر عمر کے ہیں۔ بلگیریا کی ۴۳ لاکھ آبادی میں ۵۷۵۔ نیوزیلینڈ کی ۱۰ لاکھ آبادی میں ۱۹۸۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بلگیریا کے باشندے کثرت سے دہی کا استعمال کرتے ہیں۔ اہل سپین پنیر زیادہ کھاتے ہیں۔ نیوزیلینڈ کے لوگ دودھ بہت پیتے ہیں۔ مگر ہندوستان کے غریب باشندے ان تمام نعمتوں سے محروم ہیں۔

دودھ سے پیدا شدہ چیزوں کے خواص اور فائدے

دودھ سے بغیر کسی آمیزش کے مندرجہ ذیل چیزیں تیار ہوتی ہیں:- (۱) ملائی (۲) مکھن (۳) دہی (۴) پنیر (۵) لسی (۶) گھی (۷) (۸) ربڑی وغیرہ۔ ان کے خواص حسب ذیل ہیں۔

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

(۱) ملائی :- دودھ کو گرم کرنے سے اس کے اوپر جو تہ جم جاتی ہے اسے بالائی اور غلط العام میں ملائی کہتے ہیں۔ پہلے زمانہ میں اس کے کھانے کا بہت رواج تھا۔ شجاع آباد۔ ریواڑی اور امرتسر کی ملائی بہت لوگ شوق سے کھاتے تھے۔ مہمان کو رات کے بھوجن کے ساتھ بطور خاطر تواضع کھلائی جاتی تھی۔ ملائی بہت لذیذ چیز ہے۔ گرم تر۔ وات روگ ناشک ہے۔ شریر کی کا بل بڑھانے والی۔ بدن کو موٹا بنانے والی ہے۔ دماغ کو طاقت دیتی ہے۔ آنکھوں کی بصارت کو تیز کرتی ہے

(۲) مکھن :- دو طرح نکالا جاتا ہے۔ ایک کچے دودھ سے بذریعہ مشین۔ دوسرے دودھ کو جما کر دہی بلونے سے۔ دوسری قسم کا مکھن سواد شٹ اور زیادہ مفید ہوتا ہے۔ یہ چکنا۔ مدھر اور ٹھنڈا ہے۔ جسم کو نرم کرتا ہے۔ آنکھوں کو طراوت دیتا ہے۔ سنگرہنی کو دفع کرتا ہے۔ خون اور پت کی بیماریوں کو دور کرتا ہے۔ خارش کو فائدہ دیتا ہے۔ شریر کو موٹا کرتا ہے۔ آنکھوں کی امراض کے لیے بھی مفید ہے۔ دہی سے نکالا ہوا مکھن سرد۔ زود ہضم جسم کو مضبوط کرنے والا اور ضعف جگر کو دور کرنے والا ہوتا ہے۔ دست بند کرتا۔ کھانسی۔ خارش۔ پھوڑا۔ دھوتے ہوئے زخم کو بند کرتا ہے۔ آگ سے جلے آدمی پر ملنا بہت مفید ہے۔ بواسیر کے مریض کے لیے فائدہ مند ہے۔ آواز کو کھولتا ہے۔ حلق کو نرم کرتا ہے۔ صبح سویرے اس کا استعمال بہت مفید ہے۔

(۳) دہی :- دودھ کو جمانے سے دہی تیار ہوتی ہے۔ یہ سرد تر چکنی۔ کھانے میں میٹھی۔ اگنی بڑھانے والی۔ طاقت ور۔ وات کو ناش کرنے والی۔ بھوک تیز کرتی ہے۔ گرم مزاجوں کو مفید ہے۔ مقوی باہ۔ چہرے کی جھریوں کو دور کرتی ہے۔ سر پر ملنے سے دماغ کو مفرح

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

کرتی ہے۔ دِل کو ٹھنڈک پہنچاتی ہے۔ بلگیریا کے لوگ دہی کا اِستعمال
زیادہ کرتے ہیں۔ میٹھا مِلا کر کھانے سے اور بھی لذیذ بن جاتی ہے۔ بعض
جگہ دہی کو کئی کئی دِن تک رکھ لیتے ہیں۔ وہ خراب نہیں ہوتی۔ بلکہ ترش
ہو جانے سے زیادہ مُفید ہو جاتی ہے۔

۴ گھی کے خواص

مکھن کو گرم کرکے چھاچھ نکال دینے سے گھی بن جاتا ہے۔ اس کے متعلق پنجابی میں
ایک کہاوت مشہور ہے۔

سَو چاچا تے اِک پیو ۔ سَو دارُو تے اِک گھیو

یعنی ایک سَو چاچا اتنا پیار نہیں کرتا۔ جتنا باپ بچے سے کرتا ہے۔ اور سَو
دوائیں اتنا فایدہ نہیں کرتیں۔ جتنا ایک گھی کا اِستعمال کرنے سے ہوتا ہے
دُوسری کہاوت ہے: "جیسی کرے گھیو۔ نہ کرے ماں تے نہ کرے
پیو"۔ یعنی ماں اور باپ بھی بچے کو اتنا فایدہ نہیں پہنچا سکتے جتنا فایدہ
گھی کے کھانے سے ہوتا ہے۔

چرک شاستر میں گھی کے اِستعمال کے حسبِ ذیل فوایدِ دیئے گئے ہیں:
گھی میٹھا اور شیتل ہے۔ پیٹ کا درد۔ شریر کا دُبلا ہونا اور پیٹ کا پھولنا
دُور کرتا ہے۔ پاگل پن کو رفع کرتا ہے۔ قوتِ حافظہ کو بڑھاتا ہے۔ جسم کو
خوبصورت اور طاقتور کرتا ہے۔ بصارت کے لئے مُفید ہے۔ زہریلی امراض
کو دُور کرتا ہے۔ زہر کے اثر کو زائل کرتا ہے۔ سنگرہنی کو رفع کرتا ہے۔ خشکی
کو ہٹاتا ہے۔ کھانے کو لذیذ بنا دیتا ہے۔ پھوڑے پھنسی پر لگانے سے انہیں نرم
کرتا اور درد کو کم کرتا ہے۔ گھی کے پینے سے تمام زہریلے روگ دُور ہو جاتے ہیں۔ خونی
امراض خاص کر آتشک کے لئے گھی کا پینا بہت مُفید ہے۔ پہلوان کشتی کرنے
والے گھی پینے سے مضبوط جسم سڈول اور قوی بن جاتے ہیں۔ جسے سانپ کاٹ
جائے۔ فوراً گھی پلا دینے سے زہر کا اثر زائل ہو جاتا ہے۔

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

(۵) لسّی یا چھاچھ:- ہندوستان میں موسمِ گرما کے ایام میں برکت الٰہی ہے۔ اسے ہر شخص امیر و غریب پیا کرتا تھا۔ یہ ہماری غذا کا ایک جزو تھی حتٰی کہ صبح کے ناشتہ کے وقت "چھاہ ویلا" یعنی چھاچھ پینے کا وقت کہا جاتا تھا۔ کسان لوگ جن کا کام دھوپ میں ہل چلانا اور کھیتوں میں کام کرنا ہے۔ اُن کے لئے تو لسّی ایک نعمت غیر مترقبہ اب تک سمجھی جاتی ہے۔ چرک اور واگ بھٹ میں جن سنسکرت میں علمِ طب کے اعلےٰ گرنتھ ہیں۔ لسّی کے فوائد ذیل میں دیئے جاتے ہیں:-

لسّی دماغ کو مقوی کرتی ہے۔ بصارت کو بڑھاتی اور ہاضمہ کو تیز کرتی ہے۔ پیاس رفع کرتی ہے۔ زہریلے جراثیم جو شکم میں پیدا ہوتے ہیں انہیں نابش کرتی ہے۔ دل کو ٹھنڈک اور شانتی دیتی ہے۔ ضعفِ جگر کو دور کرتی ہے۔ پاچن شکتی اور پیٹ کے دیگر روگوں کے لئے بھی مفید ہے۔ اب یورپین ڈاکٹر بھی لسّی کے فوائد سے آگاہ ہو رہے ہیں۔ اور تپِ دق کے مریضوں کے لئے لسّی پینے کی سفارش کرتے ہیں۔ کئی ڈاکٹر تو ٹیبر یا بخار کے لئے اصرار کرتے ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر میچین کاف اپنی کتاب "انسانی سرشت" میں لکھتا ہے:-

"میں نے دو طوطے پالنے شروع کئے۔ ایک کو لسّی پر پالنا شروع کیا۔ دوسرے کو دانش پر پالنا شروع کیا۔ یہ دونوں طوطے پانچ پانچ برس کی عمر کے تھے۔ دانش کھانے والا طوطا حالانکہ اسے کچھ پھل بھی دیتا رہا۔ تین برس کے بعد مر گیا۔ مگر لسّی پینے والا طوطا پندرہ برس کی عمر تک زندہ رہا۔

آخیر میں ڈاکٹر میچین بہت زور دار الفاظ میں لکھتا ہے۔ کہ:-

میں ایک قسم کا مصالحہ تیار کر رہا ہوں۔ جس کا استعمال کرنے سے انسان تین سو برس تک زندہ رہ سکیگا۔ مگر جب تک وہ مصالحہ مکمل طور

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

پر تیار نہیں ہوتا۔ میں امیر، غریب کسان اور غیر کسان، بوڑھے اور نوجوان سب کو مشورہ دیتا ہوں۔ اور سفارش کرتا ہوں۔ کہ وہ روزانہ لسی کا استعمال کیا کریں۔ تاکہ سو برس تک تو زندہ ضرور رہ سکیں۔

ایسا ہی ڈاکٹر ہاپکن صاحب موجد ٹیکہ طاعون لکھتے ہیں۔ کہ لسی کے پینے سے بلیریا بخار کے جرمز مر جاتے ہیں۔ تپ دق کے جرمز بھی لسی سے زائل ہو جاتے ہیں۔ مگر شرط یہ ہے۔ کہ لسی کو صاف برتن میں رکھا جائے جس میں میل کچیل مطلق نہ ہو۔ مٹی کا برتن سب سے زیادہ مفید ہے۔ پیتل یا المونیم کے برتن میں لسی خراب ہو جاتی ہے۔ بلکہ اس میں زہریلا مادہ آ جاتا ہے۔ لسی دھوپ میں نہ رکھیں بلکہ سایہ میں ہوادار جگہ میں رکھیں۔ سردیوں میں سونٹھ پیپلی۔ زیرہ نمک ملا کر پینے سے زکام اور کھانسی نہیں ہوتی۔ گرمیوں میں صرف نمک ملا لینا یا بغیر نمک کے پی جانے میں بھی کچھ حرج نہیں ہوتا۔ ہمارے ملک کے کسانوں اور زمینداروں کا انحصار زندگی لسی پہ ہے۔ دوپہر کی کڑکتی دھوپ میں سرگرم ہو کر کھیتوں میں جیٹھ ہاڑ کے مہینوں میں قلبہ رانی کرنا۔ بھوسہ نکالنا اور غلہ اکٹھا کرنا یہ سب لسی کی بدولت ہو رہا ہے کسان لوگ باوجود سخت دھوپ میں سخت محنت اور مشقت کا کام کرنے کے بہت کم بیمار پڑتے ہیں۔ لسی تکان کو بھی دور کرتی ہے۔ اب تو کالجوں کے نوجوان طلباء کا میلان طبع بھی مغربی ڈاکٹروں کی رائے دیکھ کر لسی پینے کی طرف بڑھ رہا ہے۔ سوڈا۔ لیمونیڈ برف کے پینے سے چند منٹ کے لئے تسکین دل ہو جاتی ہے۔ مگر پھر جلد پیاس بھڑک اٹھتی ہے لسی کے پینے سے بار بار جلد پیاس نہیں لگتی۔

میرا ذاتی تجربہ ہے۔ کہ جب لائل پور میں وکالت کے پیشہ میں کام کرتا تھا۔ تو ایک گلاس یا جگ ضرور رکھتا تھا۔ کھانا کھانے کے بعد خوب

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

لسی پی کر کچہری جایا کرتا تھا۔ مجھے شاذ و نادر ہی کچہری میں پیاس لگتی تھی

مگر میرے ہمعصر کبھی چار پانچ دفعہ سوڈا۔ لیمونیڈ کی بوتلیں اُڑاتے تھے۔ میں نے کچہری کی زندگی میں شاید ہی کبھی سوڈا لیمونیڈ پیا ہو۔

لاہور کے مشہور و معروف ڈاکٹر رائے بہادر بیلی رام تپ دِق کے مریضوں کو کالی گائے کی پتلی لسّی پینے کی سفارش کیا کرتے تھے۔ اب بھی پنڈت ٹھاکر ملتانی وئید راج اور ڈاکٹر رگھبیر دیال اُپ پردھان آریہ سماج انار کلی لاہور تپ دق اور دیگر تپ کے مریضوں کو میٹھی لسّی پینے کی سفارش کیا کرتے ہیں۔ گویا لسّی بمنزلہ غذا ایک نعمت ہے۔ اور اسے دوا کے طور پر بھی ایک برکتِ الٰہی سمجھا جاتا ہے۔

میرا ایک موکل صوبا سنگھ نامی ۶۷ برس کی عمر کا ڈجکوٹ کے قریب کسی چک کا رہنے والا تھا۔ لائل پور سے اُس کا گاؤں بارہ میل کے فاصلہ پر تھا۔ تاریخ پیشی پر وہ پیادہ پا چل کر آتا۔ اور تاریخ پیشی بھگتا کر پیادہ پا گھر واپس جاتا تھا۔ گویا ایک ہی دن میں ۲۵ میل پیدل سفر ۶۷ برس کی عمر میں وہ کر لیتا تھا۔ ایک دن میں نے اُس سے پوچھا۔ کہ تم ڈجکوٹ سے یکہ میں بیٹھ کر کیوں نہیں آتے؟ اُن دنوں یکہ کا کرایہ ڈجکوٹ سے لائل پور کا تین آنے تھا۔

وہ کہنے لگا۔ کہ تاریخ پیشی والے دن صبح اُٹھ کر دو روٹیاں پکوا کر اُن پر پاؤ بھر مکھن ڈال کر کھا لیتا ہوں۔ لوٹا لسّی کا بھر کر اوپر پی لیتا ہوں دس منٹ آرام کر کے چل پڑتا ہوں۔ دس بجے یہاں پہنچتا ہوں۔ مقدمہ بھگت کر واپس جاتا ہوں۔ گھر پہنچنے تک نہ کچھ کھاتا ہوں۔ نہ کبھی پانی پیتا ہوں۔ گھر جا کر ہی کھاتا پیتا ہوں۔ نہ ہی مجھے سارا دن بھوک پیاس لگتی ہے۔ نہ کچھ تکلیف محسوس کرتا ہوں۔

افسوس ہے کہ اب ہمارے ملک میں بچوں یا جوانوں یا بوڑھوں کے لئے نہ مکھن ملتا ہے نہ لسّی نہ دودھ۔ صاحب توفیق لوگ ہی دود

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

استعمال کر سکتے ہیں۔ کیونکہ بڑے شہروں میں دودھ بارہ آنے سے ایک روپیہ سیر بک رہا ہے۔ اور وہ بھی خالص نہیں ہوتا۔ تو بھلا دودھ سے پیدا ہونے والی نعمتیں کہاں سے میسر ہوں؟

مختلف ڈاکٹروں کا کہنا ہے۔ کہ ہندوستان میں دس فیصدی لوگوں کو دودھ میسر ہوتا ہے۔ نوے فیصدی لوگ دودھ کو ترس رہے ہیں۔ بھارت میں امراض کے بڑھنے کا سب سے بڑا باعث قلت دودھ ہے۔ جب دودھ ہی نہیں تو دہی، مکھن اور لسی کہاں سے مل سکے؟ دیہاتی لوگ بھی اس نعمت سے محروم ہو رہے ہیں کیونکہ اُن کا دودھ اچھے داموں پر شہروں میں فروخت ہوتا ہے۔ اس لئے وہ بال بچوں کو دودھ سے محروم کر کے اپنی وجہ معاش کے لئے دودھ کو فروخت کر دیتے ہیں۔

نیوزی لینڈ میں دودھ بافراط ہے۔ وہاں دس لاکھ آدمیوں کے لئے لگ بھگ ایک کروڑ دودھ دینے والے جانور ہیں۔ اس لئے وہاں بچے کم مرتے ہیں۔ اور لوگوں کی عمریں بھی سو برس اور اس سے زیادہ تک پہنچتی ہیں۔ کیونکہ عورت مرد سب کو کافی دودھ مل جاتا ہے۔ ہم قدرتی اصول بھی دیکھتے ہیں۔ کہ دودھ پینے والے جانوروں اور انسانوں کے بچے ابتدائی زندگی میں دودھ پر ہی گذارہ کرتے ہیں۔ گویا انسان کے لئے دودھ ہی ایک طبعی اور پیدائشی غذا ہے۔ اس لئے ڈاکٹر لوگ بیماری میں بھی دودھ پینے کی سفارش کرتے ہیں۔

زمانہ سلف کے بھارت کے ویدلوگ یعنی حکیم غذا میں تین امور پر نظر رکھتے تھے۔ جنہیں ہت، مت اور رت کہا جاتا تھا۔ ہت سے مراد وہ غذا تھی۔ جو انسان کے لئے ہتکاری یعنی مفید اور صحت ور ہو۔ اسے ساتوک بھوجن بھی کہتے ہیں۔ اس میں دودھ پھل اور نباتات کو شامل کیا گیا ہے۔ مقدم اور پہلا درجہ دودھ کو دیا گیا ہے۔ پھر پھل اور اس کے

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

بعد اناج کو۔ مِرت سے مُراد مِقدار بھوجن سے ہے۔ یعنی بھوک سے زیادہ نہ کھائے نہ اِتنا کم کھائے۔ کہ کمزور ہو جائے۔ بلکہ صحت کو برقرار رکھنے کے لئے کھانا چاہیئے۔ اور جب تک بھوک نہ لگے نہ کھائے۔ بھوجن لذت اور مزا لینے کے لئے نہیں بلکہ محض صحت کو برقرار رکھنے کے لئے کھانا چاہیئے انگریزی کی ایک کہاوت ہے جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ "زندہ رہنے کے لئے کھاؤ نہ کہ کھانے کے لئے زندہ رہو۔"

بھوک کے بغیر کھاتے جانے سے امرت بھوجن بھی زہر بن جاتا ہے۔ ایسا ہی اگر دودھ یا گھی بھی مقدار سے زیادہ استعمال کریں۔ تو یہ بھی مضر صحت ہو جاتے ہیں۔ اور جسم میں جا کر زہر کا کام دیتے ہیں۔ تیسرا رِت۔ اِس سے ایک مُراد تو یہ ہے۔ کہ رِتو یعنی موسم کے مطابق کھانا چاہیئے۔ ہر ایک چیز لگاتار سال بھر نہیں کھانی چاہیئے۔ جیسے ہمارے ملک میں بعض گھروں میں سال بھر آلو کھایا جاتا ہے۔ اور رات کو ماش کی دال بنائی جاتی ہے۔ ہر موسم کے لئے قدرت نے مختلف نباتات پھل اور میوے پیدا کئے ہیں۔ اُنہیں موسم کے مطابق ہی کھانا چاہیئے۔ صرف ایک دودھ ہی ایسی غذا ہے جسے سال بھر ہر عمر اور ہر ملک میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔ جس سے کوئی نقصان بھی نہیں ہوتا۔

دوسرا رِت سے مُراد پابندیٔ وقت ہے۔ یعنی ایسا نہ کیا جائے۔ کہ آج دس بجے بھوجن کیا۔ تو کل ۱۲ بجے۔ پرسوں ایک بجے کر لیا۔ پھر کبھی ۹ بجے کر لیا۔ اِس بارے میں ہمیں پابندیٔ وقت کا سبق انگریزوں سے سیکھنا چاہیئے۔ عدالتوں میں جج صاحبان وکلاء کی بحث سُن رہے ہیں۔ لنچ کا وقت ہو گیا۔ بحث ختم بند کر کے کھانا کھانے چلے جاتے ہیں۔ اور کھانے سے فارغ ہو کر پھر بحث سُنتے ہیں۔ ریل گاڑیوں اور جہازوں میں بھی کھانے کے وقت کی پابندی کا بہت خیال رکھتے ہیں۔ غرضیکہ دُنیا بھر کے لوگوں کا

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

یہ متفقہ فیصلہ ہے۔ کہ دودھ اور اس سے پیدا کردہ اشیاء انسانی زندگی کے لئے بیش بہا نعمت ہیں۔ اور انسانی صحت اور طاقت کو برقرار رکھنے کے لئے اکسیر اور بے نظیر ادویات اور قیمتی غذا ہیں۔

آہا! جس بھارت ورش میں گھر گھر گئو ئیں ہوا کرتی تھیں۔ آج اُن کی بجائے کتے اور بندر پالے جاتے ہیں۔ بڑے شہروں میں تو میونسپل کمیٹیاں گھروں میں گائیں رکھنے کی اجازت ہی نہیں دیتی ہیں۔ اب گئو پالن صرف مسلمان گوجروں کا کام رہ گیا ہے۔ ہندو لوگ گئو کو پالنے میں عار سمجھتے ہیں۔ اور گائے کی سیوا کرنا اپنا ایمان نہیں سمجھتے۔ جہاں راجے مہاراجے گائے کے لئے اپنی جان تک قربان کر دینا اپنا دھرم سمجھتے تھے اب وہی راجے اور مہاراجے کتوں۔ گھوڑوں کو پالنے اور موٹروں کے چکر میں پھنسے رہتے ہیں ٭

اسی طرح پنیر بھی بہت مفید چیز ہے۔ ہندوستان میں پنیر کھانے کا رواج بہت کم ہے۔ مگر امریکہ اور یورپ میں پنیر بہت مفید سمجھا جاتا ہے۔ اور وہاں کے لوگ اسے بہت شوق سے کھاتے ہیں۔ جیسے ہم لوگ دہی کو شوق سے کھاتے ہیں۔ یورپ کے لوگ پنیر بہت شوق سے کھاتے ہیں۔ کھویا ہمارے ملک میں بنتا ہے۔ یورپ کے لوگ کھویا بنانے سے محروم ہیں۔ وہ لوگ (رٹری) اور کھویا بنانا نہیں جانتے۔ اور نہ ہی ہمارے جیسی مرغن مٹھائیاں بنانا جانتے ہیں۔ اس لئے وہ تو ان نعمتوں سے لاعلمی کی وجہ سے محروم ہیں۔ مگر ہم لوگ دودھ کی کمی کے باعث ان خدائی نعمتوں سے محروم ہو رہے ہیں۔ جو ہم کو پرماتما نے دے رکھی ہیں۔ جن کے کھانے سے ہمارے دماغ پاکیزہ جسم مضبوط اور خیالات سنجیدہ تھے۔

دودھ اور اس سے پیدا شدہ اشیاء کے علاوہ گائے سے ہمیں گوبر (پیشاب) اور گوبر بہتر ہوتا ہے۔ یہ بھی ہمارے لئے بیحد مفید اشیاء ہیں۔

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

گائے کے گوبر کے بارے میں ڈاکٹر پارکر صاحب اپنی کتاب SOIL (زمین) میں لکھتے ہیں کہ اگر باقاعدہ گوبر کا کھاد زمین میں نہ ڈالا جائے تو بیس سال میں زمین کی طاقتِ پیداوار زائل ہو جاتی ہے۔ نیز گوبر میں بجلی کو روکنے کی طاقت بھی ہے۔ اِسی لئے ہندو لوگ چھتوں اور دیواروں پر گوبر کی لپائی کرتے ہیں۔ گوبر کی بو سے کئی بیماریوں کے جرمز ناش ہو جاتے ہیں۔ زمین کی ایجاد شکتی کو گوبر سے پشٹی ملتی ہے۔ گوبر میں نائیٹروجن پوٹاش اور فاسفورس زیادہ ہوتی ہے کھاد کے لئے سب سے قیمتی گائے کا گوبر ہی سمجھا گیا ہے۔

جب ۱۹۰۷ء میں لاہور میں پلیگ پڑی تھی۔ تو ڈاکٹروں نے اپنی جانچ کی رپورٹ میں بتایا۔ کہ گوجروں کے مکانوں اور محلوں میں پلیگ داخل نہیں ہوا۔ بہت تحقیقات کرنے پر پتہ لگا۔ کہ گائے کے گوبر کی بو پلیگ کے جرمز اور دیگر زہریلے کرموں کو ناش کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ہندو لوگ ہر اتوار کو اپنے گھروں میں گائے کے گوبر سے چوکا لیپتے ہیں نیز یہ بھی پتہ لگا ہے کہ گائے کے مساموں سے بھی ایسی ہوا نکلتی ہے جو پلیگ اور دیگر وبائی امراض کے کیڑوں کو کچل دیتی ہے۔ سانپ کے کاٹے ہوئے زخم پر بار بار تازے گوبر کا لیپ کرنے سے زہریلا اثر دور ہو جاتا ہے۔

گائے کے موتر (پیشاب) کے فوائد بقول چرک گرنتھ۔ کھارا۔ چرچرا۔ تیکشن۔ گرم۔ ہلکا۔ اگنی سیردیاک۔ کف۔ وات۔ شول۔ کھجلی وغیرہ روگوں۔ کوڑھ پیٹ کے روگوں اور پانڈو روگ کے لئے مفید ہے۔ نیز مصفیٔ خون ہے۔ سانپ کے زہر کے اثر کو بھی کم کرتا ہے۔ کان کا درد اور کان کا بہنا بھی روزانہ دو چار بوند ڈالنے سے رفع ہو جاتے ہیں۔ آنکھ کا درد۔ پھولا اور غبار کو بھی دور کرتا ہے۔ اگر آنکھ میں موتیا پڑنا شروع ہوا ہو۔ تو صبح شام ایک دو قطرے آنکھوں میں ڈالنے سے موتیا اتر آتا ہے۔ اسی طرح بہرے پن کی

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

دودھ کے لئے دو تین قطرے صبح شام کان میں ڈالنے سے چالیس ۴۰ دن کے اندر طاقت بحال ہو سکتی ہے۔ اگر کھیت میں گائے کا موتر ڈالا جائے تو پیداوار زیادہ ہوتی ہے۔ کیونکہ گائے کے موتر میں نائٹروجن بہت ہوتی ہے۔ بالخصوص گوبھی اور مٹر کے کھیت کے لئے گائے کا موتر بہت مفید ہے ؂

مندرجہ بالا فوائد میں نے مختصر طور پر گائے کے دودھ اور اس سے تیار کردہ اشیاء نیز اس کے گوبر و موتر جو اس کی زندگی میں ہم اس سے حاصل کر سکتے ہیں۔ بیان کئے ہیں۔ مگر گائے کے مرنے پر بھی اس کا جسم انسان کے لئے کتنا مفید ہے۔ اس کی کھال۔ ہڈیاں اور سینگ وغیرہ سب کارآمد ہیں۔ گائے کا چمڑا غیر ممالک میں یہاں سے بکثرت جاتا ہے۔ اس کے بوٹ۔ گھوڑوں کے زین۔ تھیلے اور کئی قسم کے ساز و سامان تیار کئے جاتے ہیں۔ چمڑے کے بچے ہوئے بیکار ٹکڑوں اور ریزوں سے سریش۔ سینگوں سے بٹن اور کنگھیاں۔ چھریوں اور چاقو کی مٹھیاں تیار کی جاتی ہیں۔ چنانچہ سنہ ۱۹۱۲ء میں ۵ ہزار ٹن سینگ مالیتی ۲۵ لاکھ روپیہ یہاں سے برآمد کئے گئے۔ سنہ ۱۹۲۱ء میں ۹۰ ہزار ٹن ہڈیاں مالیتی ۹۲ لاکھ روپیہ برآمد ہوئیں۔ ہندو لوگ کہتے ہیں کہ گائے کے روم روم میں دیوتا باس کرتے ہیں۔ اس کا اصل مطلب یہ ہے کہ گائے کی ہر ایک چیز انسان کے لئے مفید اور کارآمد ہے۔ اس کا چمڑا۔ دم۔ ہڈیاں۔ سینگ۔ موتر اور گوبر وغیرہ سب انسان کے لئے مفید ہیں۔ افسوس ہے کہ ایسے بیش بہا جانور کو انسان اپنے عارضی مفاد یا لذت نفسانی کے لئے قتل کر کے اس کے قدرتی اور اصلی فوائد سے محروم رہ جاتے ہیں۔ یہ ہماری بدنصیبی نہیں تو اور کیا ہے ؂

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

کبھی وہ زمانہ بھی تھا۔ کہ ہندوستان گئو رکھشک دیش کہ

گھر گھر میں گائیں ہوتی تھیں۔ اور دودھ فروخت کرنا پاپ سمجھا جاتا تھا۔ گھی کو فروخت کرنے والا نیچ سمجھا جاتا تھا۔ مہمان کو پانی کی بجائے دودھ پلایا جاتا تھا آج بھارت کے بچے دودھ کے لئے تڑپ اور بلک رہے ہیں۔ آج خالص دودھ کہیں ملتا نہیں۔ لوگ خالص دودھ اسے سمجھتے ہیں۔ جس میں اوپر سے پانی نہ ملایا جائے۔ مگر فی الحقیقت ہمارے ملک میں اب خالص دودھ مطلق رہا ہی نہیں۔

خالص دودھ کیا ہے؟

(۱) گو جو لوگ گائے کو ناقص غذا کھلا کر جو دودھ نکالتے ہیں۔ خواہ ہمارے روبرو ہمارے اپنے برتن میں نکال دیں۔ خالص نہیں کہلاتا۔ مثلاً چنے کی بھوسی اور چاولوں کا چھلکا۔ گھوڑے کی لید کو بھوسے یا دانہ میں لپیٹ کر گائے کے منہ میں ٹھونستے ہیں۔ اس سے دودھ کی مقدار میں اضافہ ہوتا ہے۔ مگر یہ دودھ ناقص ہو جاتا ہے۔ اور کسی قسم کا فائدہ پہنچانے کی بجائے الٹا نقصان پہنچاتا ہے۔

(۲) گائے کو ہری گھاس اور جنگل کی جڑی بوٹیاں اس کی قدرتی خوراک نہ ملنے سے بھی دودھ خالص نہیں کہلاتا۔ بلکہ ناقص ہو جاتا ہے۔

(۳) جو گائے تنگ و تاریک کمرے میں رکھی جائے۔ جہاں ہوا اور روشنی کافی نہ ہو۔ اس کا دودھ بھی خالص نہیں کہلاتا۔

(۴) جو دودھ غلیظ گائے جو گوبر اور پیشاب سے لت پت ہو۔ یا جس کے جسم پر میل یا تھنوں پر کیچڑ یا گوبر ہو۔ اسے بھی خالص دودھ نہیں کہنا چاہئے۔

(۵) اگر گائے غصہ میں ہو۔ یا اس پر غصہ کر کے یا اسے مار پیٹ کر یا بھگا دے کر دودھ حاصل کیا جائے۔ تو وہ دودھ بھی خالص کہلانے کا [illegible] نہیں ہو سکتا۔

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

(۶) جو دودھ میلا کچیلا گوجر یا نشہ پینے والا یا غصہ ور گوجر دوہتا ہے۔ جس کے ہاتھ غلیظ یا روگی ہوں۔ وہ بھی خالص نہیں ہے۔

(۷) جو دودھ میلے برتن میں دوہا جائے۔ یا پیتل اور المونیم کے برتن میں دوہا اور رکھا جائے وہ بھی خالص نہیں کہلاتا۔

(۸) جو دودھ دیر تک برتنوں میں ننگا پڑا رہے۔ اور اُسے اُبال کر نہ رکھا جائے۔ وہ بھی خالص نہیں رہتا۔

(۹) جو دودھ بدبودار چیز یا غلیظ استھان میں رکھا جائے۔ یا ایسی جگہ رکھا جائے جہاں ہوا کم ہو۔ وہ بھی خراب ہو جاتا ہے۔

(۱۰) جس دودھ پر مکھیاں بھن بھن کرتی ہوں یا مچھر بیٹھتا ہو۔ اُس میں زہریلے اجزا آجاتے ہیں۔ اور وہ بھی خالص نہیں رہتا۔

(۱۱) جو گائے بیمار ہو۔ اُس کا دودھ بھی خالص نہیں رہتا۔

مندرجہ بالا اقسام کا دودھ واجب الترک ہے۔ پینے سے نقصان ہوگا۔ افسوس ہے کہ بھارت کے لوگ دودھ کی خاصیت اور پاکیزگی کی طرف دھیان نہیں دیتے۔ صرف پانی ملانے سے ہی دودھ ناخالص نہیں کہلاتا۔ بلکہ گائے کی خوراک۔ رہن سہن اور پرورش کا خاص خیال رکھنا چاہیئے۔ ڈاکٹر وقتاً فوقتاً گائے کی صحت اور اُس کے دودھ کا معائنہ کرتا رہے۔ گائے کو بھی کبھی کبھی ایسے روگ ہو جاتے ہیں جن کا ہمیں پتہ نہیں لگتا خاص کر تپ دق اور تپ محرقہ (ٹائیفائیڈ) کے جرم گائیوں کے اندر بلا داخل ہو جاتے ہیں۔ جو دوہنے کے وقت دودھ میں آجاتے ہیں۔ اس لیے کچا دودھ کبھی نہ پینا چاہیئے۔ ہمیشہ اُبال کر ٹھنڈا کر کے پینا مناسب ہے۔ نیز بذریعہ اوزار یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ دودھ میں کس قدر مکھن ہے۔ گوجر لوگ دھان اور چنے کے چھلکے کھلا کر اور کبھی [illegible] بیج سے دودھ تو بہت زیادہ حاصل کر لیتے ہیں مگر اس میں مکھن اور چکناہٹ

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

کم ہو جاتی ہے - اس لئے ایسا دودھ بھی خالص نہیں کہلاتا -

مکھن کم ہونے کے بواعث

(۱) گرمیوں میں رات کے دودھ میں صبح کے دودھ کی نسبت کم مکھن نکلتا ہے - اس لئے رات کا دودھ ہی لینا چاہیئے -

(۲) اتم نسل کی گائے کے دودھ میں مکھن زیادہ ہوتا ہے -

(۳) نبل اور روگی گائے کا مکھن کم ہوتا ہے -

(۴) بچہ پیدا ہونے سے تین ماہ تک دودھ میں مکھن کم ہوتا ہے - اس کے بعد آٹھ ماہ تک مکھن زیادہ نکلتا ہے -

(۵) جوان گائے کے دودھ میں بوڑھی گائے کی نسبت زیادہ مکھن نکلتا ہے -

(۶) جو دودھ پہلے نکلتا ہے - اس میں مکھن زیادہ ہوتا ہے - پچھلے دودھ میں مکھن کم نکلتا ہے -

(۷) گرم اور بہت سرد ہوا - گائے بیمار ہو - یا تاریکی میں بندھی رہے تب بھی دودھ میں مکھن کم ہو جاتا ہے -

دودھ کی کمی کے کارن :-

(۱) دودھ جیسی نعمت حاصل کرنے کا کام ان پڑھ لوگوں کے ہاتھوں میں ہونا جو نہ برتنوں کی صفائی نہ اپنے جسم کی صفائی - نہ گائے کے جسم اور استھان کی صفائی کا خیال رکھتے ہیں -

(۲) ان پڑھ لوگ نہ گائیوں کے چارہ اور پانی کی صفائی جانتے ہیں - اور نہ ہی انہیں خالص دودھ کی پہچان ہوتی ہے -

(۳) گائے گلیوں اور بازاروں میں آوارہ پھرتی - گندی اشیاء بسڑے پھل پتے اور پتلیں چاٹتی پھرتی ہیں - یہاں تک کہ گندگی اور کاغذ تک بھی کھا جاتی ہیں - پھلوں کے چھلکے جن پر مکھیاں اور مچھر اپنے انڈے دیتے ہیں

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

اور اپنی غلاظت چھوڑتے ہیں کھا جاتی ہیں۔

(۴) گائیوں کو گھوڑوں کی لید کھلانے، مٹی چاٹنے یا گھاس میں مٹی ہونے کے باعث بھی دودھ کم ہو جاتا ہے۔

(۵) دانہ۔ اناج انہیں گلا سڑا ہوا کھلایا جاتا ہے۔ گھاس سستا نمک اور میلا کچیلا دھوئے بغیر دیا جاتا ہے۔

(۶) تو کبھی سڑی باسی روٹی اور ترکاریاں ان کے آگے ڈالنے سے بھی دودھ کم ہو جاتا ہے۔

(۷) کھچوڑی۔ تنگ جگہ میں بہت سے جانور باندھنے اور تاریک جگہ میں رکھنے سے بھی دودھ کم ہو جاتا ہے۔

(۸) دودھ دوہنے کے استھان غلیظ ہونے اور اس کے پاس آدمیوں کی رہائش سے اور اپنا کوڑا کرکٹ وہاں پھینکنے سے بھی دودھ میں کمی آ جاتی ہے۔

(۹) اگر گوالا بیمار ہو۔ اور اسی مکان میں رہے جہاں گائیں باندھی جاتی ہوں۔ اور دودھ نکالا جاتا ہو۔ تو اس کے روگ کے جرم گائے اور اس کے دودھ میں چلے جاتے ہیں۔ جو دودھ کو گھٹاتے ہیں۔

(۱۰) بعض گوالے کھڑیا مٹی گھول کر دودھ میں ملاتے ہیں بعض میدا ملاتے ہیں۔ شکر اور پکے کیلے کو گھول کر دودھ میں ملا دیتے ہیں۔ اس سے دودھ کا آلہ بھی ناقص دودھ کی شناخت نہیں کر سکتا۔

گائے کا دودھ پتلا ہونے کے باعث:

(۱) سردیوں میں صبح کا مہینوں میں شام کا دودھ قدرتاً پتلا ہوتا ہے۔ بچوں کو پتلا دودھ دینا چاہیے کیونکہ جتنا دیر سے دودھ نکالا جائے۔ اتنا ہی وہ پتلا ہو جائے گا [illegible] مفید ہوتا ہے۔

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu, Digitized by eGangotri

(۲) اگر گائے اچھی نسل کی نہ ہو۔ تو اس کا دودھ بھی پتلا ہو جاتا ہے۔

(۳) جو گائیں گندی اور غلاظت والی جگہ پر باندھی جائیں گی۔ ان کا دودھ بھی پتلا ہو جائے گا۔

(۴) جس گائے کو اچھی خوراک نہیں دی جاتی۔ اس کا دودھ بھی پتلا اور ناقص ہوگا۔

(۵) جس گائے کو مار پیٹ کر اس سے دودھ حاصل کیا جائے گا۔ اس کا دودھ بھی پتلا ہو جائے گا۔

(۶) جس گائے پر دودھ کر کے اور سخت الفاظ استعمال کر کے اس کا دودھ نکالا جائے گا۔ وہ بھی پتلا ہوگا۔

(۷) جس گائے کو بھوکی اور پیاسی رکھا جائے گا۔ وقت پر خوراک اور پانی وغیرہ نہ دیا جائے گا۔ اس کا دودھ پتلا ہوگا۔

(۸) جس گائے کو پیٹ بھر کر خوراک نہ دی جائے۔ اس کا دودھ کم اور پتلا ہو جاتا ہے۔

(۹) جس گائے کو جاڑے میں یا گرمی میں بہت دیر تک رکھا جائے۔ اس کا دودھ پتلا ہو جاتا ہے۔

(۱۰) اگر دودھ دوہنے کے وقت گائے کے سامنے اس کا بچھڑا کھڑا نہ کریں۔ تو دودھ پتلا پڑ جائے گا۔

دودھ کے ناقص ہونے کے مزید بواعث: جو دودھ دیہات سے شہروں میں

آتا ہے۔ وہ کیسے ناقص ہو جاتا ہے۔ ذیل کے اسباب میں ملاحظہ فرمائیے:-

(۱) سب قسم کے جانوروں کا دودھ ملا دیا جاتا ہے یعنی گائے بکری [illegible] اور بھینس کا ملا دینے سے دودھ ناقص ہو جاتا ہے۔

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

(۲) گندے تالابوں، جوہڑوں اور نالوں کا پانی دودھ میں ڈال دیا جاتا ہے۔

(۳) برتن میلے ہوتے ہیں۔ اور میلے پانی سے دھوئے جاتے ہیں۔ ان میں بیماریوں کے جرمز آجاتے ہیں۔

(۴) چمار۔ مہتروں اور غلیظ پیشہ وروں کے گھروں کا دودھ شہروں میں لاکر بیچا جاتا ہے۔

(۵) پھر حلوائی بہت کچھ اپنی کارستانی کرتے ہیں۔

(۶) دودھ سے ملائی اتارا ہوا دودھ خالص دودھ میں ملا دیا جاتا ہے۔ جس سے اصل دودھ خراب ہو جاتا ہے۔

(۷) شہروں میں دیہات سے زیادہ بچے مرنے کا کارن یہی ہے کہ اول تو ۹۰ فیصدی بچوں کو دودھ ملتا ہی نہیں جن کو ملتا بھی ہے۔ وہ خالص نہیں ہوتا۔ اگر پودے کو شروع میں ہی کھاد نہ ملے۔ تو وہ کم پھولتا پھلتا ہے۔ ایسا ہی جس بچے کو دودھ نہ ملے۔ وہ اچھی طرح نشوونما نہیں پا سکتا۔

بس جو قوم اپنی بدھی۔ بل اور پراکرم بڑھانا چاہے اُسے خالص دودھ کا خیال رکھنا چاہیے ۔

فصل چہارم ۴

اقتصادی نقطۂ نگاہ سے

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

اقتصادی نقطۂ نگاہ سے بھی گائے بہت مفید جانور ہے سنسکرت

ساہتیہ ہیں اس کا نام کام دھینو ہے۔ یعنی ہماری تمام خواہشات کو پورا کرنے والی۔ اسی لئے گائے رکھنے والے کو مالدار کہتے ہیں جس کے معنی امیر و دولتمند کے ہیں۔ زمانہ سلف سے گائے کبھارت کی دولت اور دولت کا معیار چلی آتی ہے۔

میرے ایک سٹیشن ماسٹر دوست نے ریٹائر ہونے پر کچھ زمین خرید لی۔ وہاں کاشت کے علاوہ چند گائیں بھی پالنی شروع کیں۔ مجھے اس نے بتایا۔ کہ سوائے نمک اور لوہے کے میری تمام ضروریات میری اراضی اور گائیں پوری کر رہی ہیں۔ یعنی خوراک کے لئے دودھ مکھن گھی۔ دہی لسی۔ ملائی ربڑی، کھویا وغیرہ گائیوں سے مل جاتا ہے۔ اور اناج ان کے بچے بیلوں سے مہیا ہو جاتا ہے۔ جسم ڈھانپنے کے لئے کپاس بھی بیلوں کے ذریعے اراضی سے مل جاتی ہے۔ جوتا پہننے کے لئے گائے کا چمڑا ملتا ہے۔ ایندھن کے لئے لکڑی بھی اپنی زمین سے مہیا ہو جاتی ہے۔ غرضیکہ میری تمام ضروریات گائے کے طفیل اراضی سے پوری ہو رہی ہیں۔ آمدنی سٹیشن ماسٹر کی تنخواہ سے زیادہ ہو رہی ہے۔ کھلی ہوا میں صحت اور خوشحالی کے مزے لوٹ رہا ہوں۔

انگریزی میں دھن (دولت) کے لئے لاطینی لفظ PECUNIARY ہے۔ یہ لفظ PECU یعنی پشو کا بگاڑ ہے۔ کبھارت میں اب بھی مال مویشی رکھنے والے کو مالدار کہتے ہیں۔ دنیا کے دیگر چند ایک ممالک اب بھی گئو پالن کر کے مالا مال ہو رہے ہیں۔ چنانچہ کیپٹن صاحب کی کتاب "گائے سے خوشحالی" سے پتہ لگتا ہے۔ کہ امریکہ کی کل آمدنی میں سے ۴۵ فیصدی گائے کے ذریعے ہوتی ہے۔ یعنی گندم وغیرہ اناج سے ۲ فیصدی۔ کوئلہ سے ۴ فیصدی۔ گائے کے ذریعے 25 فیصدی باقی دیگر ذرائع سے البتہ ٹریکٹر کی آمدنی گائے کے

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

دودھ مکھن۔ پنیر کی برآمد سے ۲۲ کروڑ روپے سالانہ ہے۔

سوامی دیانند نے سب سے پہلے بھارت میں انیسویں صدی کے آخری حصہ میں گئو رکھشا کے لئے آواز اٹھائی۔ اور ۱۸۸۲ء میں کتاب گئو کرونا ندھی شائع کی۔ اس میں اقتصادی پہلو سے گائے کے فوائد اور حفاظت پر آپ نے بحث کی ہے۔ اور ثابت کیا ہے کہ ایک گائے کے ایک سوتک کے دودھ سے ۱۹۸۰ منشیہ اور اس کے جنم بھر کے دودھ سے ۲۵۷۴۰ انسان ایک بار تریپت (سیر) ہوتے ہیں۔ ایک گائے کی پیڑھی میں چھ بچھیاں گائیں بن کر اپنے جنم بھر کے دودھ سے ۱۵۴۴۴۰ انسانوں کا پالن کرتی ہیں۔ اور چھ بچھڑے بیل بن کر اپنے پیدا کئے ہوئے اناج سے ۲۵۶۰۰۰ کو ایک بار کی خوراک بہم پہنچاتے ہیں۔ دودھ اور اناج کو ملا کر دیکھنے سے پتہ لگتا ہے۔ کہ ایک گائے اور اس کی ایک پیڑھی کی ۶ گائیوں اور ۶ بیلوں سے ۴۱۰۴۴۰ انسانوں کو ایک بار سیر ہو کر کھانا مل سکتا ہے۔ ایک گائے کی ایک پیڑھی کی ۶ گائیوں اور ۶ بیلوں کی پیڑھیوں کے دودھ اور اناج کا حساب لگا کر دیکھا جائے۔ تو بے شمار انسانوں کا پالن ہو سکتا ہے۔ (مفصل دیکھو کتاب گو کرونا ندھی)

اس لئے سوامی جی نے ۱۸۸۲ء میں پہلی گئوشالہ ریواڑی میں کھولی۔ اور گورنمنٹ برطانیہ کو دو کروڑ آدمیوں کا دستخطی میموریل بھیجنے کا سنکلپ کیا۔ کہ بھارت سے گئو ہتیا اقتصادی نقطہ نگاہ سے بند کی جائے۔ مگر ان کی زندگی نے وفا نہ کی۔

اسی طرح خواجہ حسن نظامی نے گئو رکھشا پر ایک کتاب شائع کی ہے اس میں آپ نے اندازہ لگایا ہے کہ اگر ایک گائے ۱۰ سال کے لئے پرورش کی جائے۔ تو اس عرصہ میں مجموعی تعداد [illegible] تک ہوگی۔ اگر ہر گائے

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

کم از کم ۳ سیر یومیہ دودھ دے۔ تو ۱۰ سال میں ۷۰۰ من دودھ ہوگا۔ جس کی قیمت بحساب ۴ سیر ۷۰۰۰/- روپے ہوگی۔ گائیوں کی قیمت بحساب ۵۰ روپے فی گائے اوسطاً یعنی ۴۸۰ مادہ بچے جو گائے بن جائیں گے۔ ان کی قیمت ۲۴۰۰۰/- روپے ہوگی۔ اس کی نر اولاد کے بیل ۲۴۰ ہوں گے۔ اگر فی جوڑی بیل ۵۰ بیگہ زمین کاشت کریں۔ اور اس میں ۸ من فی بیگہ اناج پیدا ہو۔ تو سالانہ ۴۸۰۰۰ من اناج پیدا ہوگا۔ اگر اناج ۵ روپیہ فی من قیمت سے فروخت ہو۔ تو ۲۴۰۰۰۰ یعنی قریباً ڈھائی لاکھ روپے کا اناج پیدا ہوا۔ اس حساب سے ۱۰ سال میں ایک گائے سے انسان کو ۷۰۰۰/- روپے کا دودھ اور ۲۴۰۰۰۰ روپے کا اناج وصول ہوا۔ گویا ۳۱۶۰۰۰ روپے آمدنی ہوئی۔ اگر ان کے اخراجات خوراک وغیرہ ۱۱۶۰۰۰ روپے کل نکال دیئے جائیں تو باقی ایک گائے سے ۱۰ سال میں لگ بھگ دو لاکھ روپے کی بچت ہوئی۔

آہا! کتنا اعلےٰ درجے کا ذریعۂ آمدنی اور معاش ہے۔ علاوہ اس کے کتنے آدمیوں کو روزگار میسر ہوگا اور بیکاری کا خاتمہ ہوگا۔ مگر مہرشی دیانند اور خواجہ صاحب نے گائے کے موتر اور گوبر کی قیمت کو اس میں شامل نہیں کیا۔ جو کم از کم ایک لاکھ روپے کی مزید آمدنی ہو سکتی ہے۔ امریکہ اور یورپ میں گائے کا بول و براز بھاری اہمیت اور قیمت رکھتا ہے۔ اسی پر کثرتِ پیداوار کا انحصار ہے۔ ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی نظر انداز کیا ہے کہ اگر ان گائیوں اور بچھڑوں کی تربیت سائنٹیفک طریقہ سے کی جائے تو ان کا دودھ ۳ سیر سے بیس پچیس سیر تک بڑھ سکتا ہے۔ کیونکہ امریکہ۔ جاپان اور یورپ کے لوگ گائے کا دودھ ۳۰ سیر سے ۵۰ سیر تک پیدا کر رہے ہیں۔ تو کیا ہمارے ملک میں گائے کا دودھ بڑھ نہیں سکتا؟ یہاں بھی سرکاری ڈیری فارموں (گئوشالاؤں) میں گائیں پچیس، تیس، پینتیس سیر

CC-0 Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

دودھ دے رہی ہیں۔ دیال باغ آگرہ میں ایک گائے چالیس سیر دودھ یومیہ دیتی ہے۔

پس اگر بھارت میں دودھ بڑھانے کی صنعت کو فروغ دیا جائے تو سوامی دیانند اور خواجہ حسن نظامی کے اندازہ سے کئی گنا زیادہ فائدہ ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ نیبراسکا کے لوگ اس صنعت سے اپنی گئوشالاؤں میں فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اور ملک کو خوشحال کر رہے ہیں۔

جب بھارت میں گائیں کثیر تعداد میں تھیں۔ تو ہندوستان دولت سے مالا مال تھا۔ اشیاء کے نرخ نہایت ارزاں تھے۔ چنانچہ نقشہ ذیل سے پتہ لگیگا۔ کہ دودھ اور گھی کی کثرت کا اثر اشیاء کے نرخوں پر کیا پڑتا ہے۔

علاؤالدین خلجی کا زمانہ گھی ۴۲ سیر فی روپیہ۔ دودھ فروخت نہ ہوتا تھا۔ گندم ۸۰ من چنے ۵۰ من چاول ۶۰ من۔ گائے کی قیمت تین روپے۔ تیل ۴۰ من۔ کھانڈ روپے کی آٹھ سیر۔

اکبر کا زمانہ گھی ۱۱ سیر فی روپیہ۔ دودھ ۴ من۔ گندم ۷ من۔ چنے ۶ من۔ چاول ۴ من۔ گائے ۵ سے ۷ روپے تیل ۷ من۔ کھانڈ ۷ سیر فی روپیہ۔

۱۸۵۷ء گھی ۷ سیر فی روپیہ۔ گندم ۴۳ سیر فی روپیہ۔ چنے ۴۰ سیر فی روپیہ۔ چاول ۲۵ سیر فی روپیہ۔ گائے دس روپیہ تیل ۵ من۔ کھانڈ ۶ سیر فی روپیہ۔

۱۸۹۰ء گھی دو سیر ایک روپیہ۔ دودھ ایک روپیہ ۴۱ من۔ گندم ۲۹ سیر روپیہ چنے ۲۶ سیر چاول ۱۸ سیر گائے بیس روپے۔ تیل ۱۲ سیر روپیہ۔ کھانڈ ۵ سیر۔

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

سنہ ۱۹۴۵ء گھی ۴ چھٹانک فی روپیہ۔ دودھ ۸ سیر۔ گندم ۴ سیر
فی روپیہ۔ چنے ۵ سیر فی روپیہ۔ چاول ۲ سیر فی روپیہ۔
...ئے ۲۰۰ روپے۔ تیل ایک سیر فی روپیہ۔ کھانڈ ۲ سیر فی روپیہ۔

سنہ ۱۹۴۸ء گھی ½۲ چھٹانک روپیہ۔ گندم ۲۶ روپے من۔ دودھ
۱۲ سے ایک روپیہ فی سیر۔ چاول ایک روپیہ فی سیر
...گائے ۲۵۰ سے ۳۰۰ روپیہ فی۔ چنے ۴ سیر روپیہ۔ تیل ڈیڑھ روپیہ فی
سیر۔ کھانڈ ایک روپیہ سیر۔

اشیاء کے نرخوں کا بڑھ جانا۔ دودھ کی قلت اور گائے کی کمیابی پر
منحصر ہے۔ ہالینڈ اور ڈنمارک میں گئو پالن و دیا میں بہت ترقی ہو رہی
ہے۔ ہالینڈ میں سب سے پہلا کارخانہ دودھ منجمد کرنے کا ۱۸۱۸ء میں
کھلا۔ مگر ۱۸۹۰ء میں اس دھندے کے لئے کئی کارخانے قائم ہو گئے۔
ان میں مشینوں سے کام لیا جانے لگا۔ جو گائیں دو تین سیر دودھ دیتی تھیں
اب ان کی اولاد بیس سیر دودھ دے رہی ہے۔ دودھ دوہنے اور مکھن
نکالنے کی مشینیں بن گئی ہیں۔ کئی سائنٹفک طریقے دودھ بڑھانے کیلئے
بنائے گئے۔ جن سے دودھ خراب نہ ہو۔ گائیوں کی پالن پوشن اور دیکھ بھال
کے کئی سائنٹفک طریقے کام میں لائے گئے۔ اور شدھ مکھن اور پنیر تیار
کر کے دوسرے ملکوں میں بھیجا جانے لگا۔

گورنمنٹ نے بھی اس کام میں حوصلہ افزائی کی۔ جا بجا کارخانے کھل گئے
سینکڑوں آدمیوں کے لئے روزی کا دروازہ کھل گیا۔ ٹین کے ڈبے چھپے
وغیرہ بنانے کے کئی کارخانے کھل گئے۔ ملک دولت سے مالا مال ہو گیا۔
چنانچہ (۱) منجمد دودھ (۲) دودھ کا سوکھا پاؤڈر (۳) چھوٹے بچوں کے لئے
ایسا دودھ جس کے اوصاف ماتا کے دودھ کی مانند ہوں (۴) مکھن نمکین اور پھیکا
مکھن (۵) پنیر (۶) ... کو ... سے محفوظ کر کے ڈبوں میں بند کر کے

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

قدرتی حالت میں باہر بھیجنا یہ سب کام باقرار کھل گئے - ان میں ہزاروں آد[می]
کو وجہ معاش کا موقعہ مل گیا۔

ہر ایک صوبہ میں ایک انجمن بنائی گئی جس کا کام دودھ بڑھانے
کارخانوں کو اپنی زیر نگرانی رکھنے اور سائنٹیفک طریقے سکھلانے ج کو انہیں
دینے کا کام کرنا اور دودھ کے بیوپار کو بڑھانے کا کام سونپا گیا تھا۔ ۱۹۲۱
تک ایسی انجمنوں میں ۱۹۰ آدمی کام کرتے تھے - اب تو کارخانے بہت بڑھ گ[ئے]
ہیں - ان میں ہزاروں من لکڑی اور کوئلہ خرچ ہوتا ہے - اور ہزاروں مزدو[روں]
کو کام ملتا ہے۔

مثلاً وہاں کے ایک کارخانے کا نام ہیسکم ہے - دوسرے کا پ
ہے - اس میں ۲۸ لاکھ ۱۰ ہزار من منجمد دودھ سالانہ تیار کیا جاتا ہے - جو
ہوائی جہازوں اور ریلوں کے ذریعے غیر ممالک میں بھیجا جاتا ہے - اس
لیے چھ ہزار من کے ڈبے چھوٹے ڈبے روزانہ تیار کیے جاتے ہیں - جو
دوسرے الگ کارخانوں میں تیار ہوتے ہیں - علاوہ ازیں مکھن اور پنیر تیار
کرنے کے کئی کارخانے ہیں - جن میں ہزاروں آدمیوں کو روٹی مل رہی ہے
ان دونوں کارخانوں میں سنہ ۱۹۲۹ء میں سات لاکھ نوے ہزار من دودھ
۲۹۵۱۶ من مکھن تیار ہوا - مگر سنہ ۱۹۳۱ء میں پندرہ لاکھ چالیس ہزار من
دودھ منجمد اور ۴۲ ہزار من مکھن تیار ہوا - اور باہر کے ملکوں میں بھیجا
گیا - مقامی ضروریات کے لیے اس کے علاوہ تھا۔

ایسا ہی ڈنمارک اور نیوزی لینڈ میں دودھ اور مکھن کے کارخانوں
کی بھرمار ہو رہی ہے - غرضیکہ غیر ممالک نے گائے کی پرورش کے ذریعہ اقتصاد[ی]
ترقی میں کمال حاصل کر لیا ہے - اگر چار گائیوں سے اوسطاً ایک من دودھ حاصل
کیا جائے تو ہالینڈ کے مذکورہ بالا صرف دو کارخانوں میں ۲۲ لاکھ گائیں منجمد
دودھ حاصل کرنے کے لیے ہونی چاہئیں - جو حاملہ ہو کر دودھ

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

ہ ان کے علاوہ ہوں گی۔ اگر ایک سو گائے سے ایک من مکھن نکلے۔ تو ۹۰
ار من مکھن کے لئے ۹ لاکھ گائیں چاہئیں۔

گویا ان دونوں کارخانوں میں مندرجہ بالا مقدار کا منجمد دودھ اور مکھن
صل کرنے کے لئے ۲۲ لاکھ + ۹ لاکھ کل ۳۱ لاکھ گائیوں کی ضرورت ہے
ان کا دودھ خشک ہونے پر ویسی ہی اور گائیں تیار بھی رہنی چاہئیں۔
یا ان دونوں کارخانوں میں ۶۰ لاکھ کے قریب گائیں ہونی چاہئیں۔

یہ تو صرف دو بڑے کارخانوں کا ذکر ہے۔ نہ معلوم وہاں ان سے چھوٹے
انے کس قدر ہیں۔ جن میں دودھ مکھن دوسرے ملکوں کو بھیجنے اور مقامی
ریات پورا کرنے کے لئے تیار ہو رہا ہے۔ ایسا ہی ان گائیوں کے بچے اور ان
کے ساند بھی ان کارخانوں میں ہوں گے۔ اور چند بیسند اپنے کھیتوں
میں رکھتے ہوں گے۔ ان کا تصور کرنا کس قدر حیرت پیدا کرتا ہے۔
ک میں زیادہ گائے پالن کا باعث سرسبز قدرتی میدان جنگل اور پشو
ہا ہے۔ کبھی بھارت میں بھی بڑے جنگل اور سرسبز رہتے تھے۔ جہاں
آزادی سے چرا کرتی تھیں۔ مگر اب تو محکمہ آبادی نے چپہ چپہ زمین آباد
ہے۔ اور گئوؤں کے چرنے کے لئے کوئی بھومی نہیں چھوڑی گئی۔

غرضیکہ اقتصادی پہلو سے گائے کا پالن ایک عمدہ انڈسٹری ہے
نوجوان کافی کمائی کر سکتے ہیں۔ اگر جنگ کے بعد ملک کی حالت نارمل
متوسط درجہ کی ہو جائے۔ تو ۵ سیر دودھ والی گائے ایک سو روپیہ
ک جائے۔ جس کی یومیہ خوراک ۱۲ ار ہوگی۔ اگر دودھ کی قیمت
ے میں ۴ سیر ہو جائے۔ تو گائے کا دودھ ایک روپیہ چار آنے
ا ہے۔ ۱۲ ار خرچ نکال کر آٹھ آنے یومیہ کی بچت ہے۔ دو تین گائیوں
سے پچاس روپے ماہوار کی بچت ہو سکتی ہے۔ گائے کے گوبر کی
نے اور ان کے بچوں کے بڑا ہونے پر ۳-۴ برس ہو گئے ہوشیار

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

سکتے ہیں۔ غرضیکہ اگر استقلال اور محنت کے ساتھ کام کیا جائے۔ او
اگر دو تین تعلیم یافتہ مل کر ۱۰۰-۱۰ گائیں پالنے کا کام کریں۔ تو ۵۰۰...
روپے کما لینا کچھ مشکل نہیں۔ جن کی اپنی کچھ زمینداری ہو۔ ان کو ا
زیادہ فائدہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ گائے کے چرانے اور اسے ہوا میں رکھنے
سے اور بھی سہولت ہوگی۔ اور ساتھ ہی گائے کے دودھ کو بڑھانے
کے ذرائع سے بھی واقف ہوں۔ تو وہی گائیں آٹھ دس سیر دودھ دینے
جائیں گی۔ اور اس طرح آمدنی اور بھی بڑھ جائے گی۔ ہم اگلے باب
اس کا ذکر کریں گے۔

باب سوم

یورپ اور امریکہ میں گئو رکھشا اور گئو پالن

فصل اول۔ مغرب میں گئوشالائیں اور گائے کی تعد

ہندوستان کے لوگوں کے دلوں میں یہ خیال سمایا ہوا ہے
صرف بھارت میں ہی گئو رکھشا اور گئو پالن ہے۔ باقی ممالک
گئو گھاتک اور گئو مانس کھانے والے ملیچھ ہی ہیں۔ یہ خیال بالکل
اوریلے ہودہ ہے۔ میرا اپنا مشاہدہ یہ ہے۔ کہ باہر کے ممالک میں
ملک کی نسبت نہ صرف گئوؤں کی تعداد ہی زیادہ ہے۔ بلکہ دودھ کی

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

بھی کئی گنا زیادہ ہے۔ اور گائے کی پرورش اور دیکھ بھال بہت عمدگی سے کی جاتی ہے۔ اسی لئے وہاں کے لوگ زیادہ خوبصورت۔ سڈول اور مضبوط ہیں۔ کیونکہ انہیں دودھ اور مکھن کھانے کو ہم سے زیادہ ملتا ہے۔ ان ممالک کی خوشحالی کا ذریعہ بھی گائے ہے۔ اسی لئے وہ اعلےٰ پیمانے پر کمپنیاں بنا کر گائے کی پرورش کرتے ہیں ؂

(۱) سب سے پہلے ہم گائے کی تعداد کو لیتے ہیں:- کن سے

نام ملک	تعداد گائے ۱۹۳۵ء	تعداد گائے ۱۹۴۰ء	زیادتی یا کمی فیصدی	آبادی انسان	گائے فی سو آدمی
جنوبی افریقہ	۱۰۵۶۵۰۰۰	۱۲۰۶۰۰۰۰	۳ فیصدی زیادتی	۹۰ لاکھ	۱۳۱
ہولینڈ	۹۷۵۹۰۰۰	۱۰۵۵۴۰۰۰	۸ " "	۶۰ "	۱۷۵
انگلستان	۸۶۵۹۰۰۰	۸۸۱۹۰۰۰	۳ " "	۵ کروڑ	۱۸
جرمنی	۱۸۹۳۸۰۰۰	۱۹۹۰۰۰۰۰	۵ " "	۶ "	۳۳
ڈنمارک	۱۶۱۵۰۰۰	۲۱۸۰۶۰۰	۳۲ " "	۲۵ لاکھ	۸۶
نیوزیلینڈ	۹۱ لاکھ	۱۰۳ لاکھ	۱۵ " "	۱۳ "	۱۱۳
ہندوستان	۴۵۴۹۰۰۰۰	۳۹۴۰۰۰۰۰	۱۲½ " کمی	۴۰ کروڑ	۱۰

گویا سب ممالک کے مقابلہ میں ہندوستان میں گائے فیصدی کم ہے۔ جہاں دیگر ممالک میں ۵ سال میں گائیوں کی تعداد ۳ فیصدی سے ۳۲ فی صدی تک بڑھ گئی۔ ہندوستان میں ۱۲½ فیصدی کم ہو گئی۔ جہاں دیگر ممالک میں ایک سو آدمی کے پیچھے ۱۷۵ تک گائیں ہیں۔ وہاں ہندوستان میں سو آدمی کے پیچھے ۱۰ گائیں دودھ دینے والی رہ گئی ہیں۔ یہ کتنے افسوس کا مقام ہے۔

نقشہ نمبر ۲:- گائیوں کی تعداد فی سو آدمی بمعہ دودھ فی کس:-

نام ملک	تعداد گائے فی سو آدمی	دودھ فی کس اوسط	کل جانوروں میں فیصدی گائے
امریکہ	۵۵ گائے	۸ اچھٹانک	۳۶ گائے باقی بیل گھوڑے خچر

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

ڈنمارک	۹۶ گائے	۲۱ چھٹانک	۴۲ گائے
کینیڈا	۸۰ "	۱۵ "	۶۲ "
نیوزی لینڈ	۱۵۰ "	۲۲ "	۴۸ "
ارجنٹائن	۲۵۰ "	۲۰ "	۷۴ "
انگلستان	۵۱ "	۱۱ "	۴۲ "
ہندوستان	۱۰ "	۱¾ "	۳۳ "

امریکہ میں گئو پالن کا اتہاس

جب کولمبس نے اکتوبر ۱۴۹۲ء میں امریکہ کا کھوج کیا۔ تو وہ اپنے سفرنامہ میں لکھتا ہے کہ امریکہ میں کوئی گائے نہ تھی۔ صرف جنگلی بھینس تھی لوگ اس کا دودھ نہیں پیتے تھے۔ صرف اس کی کھال حاصل کرنے کے لیے اسے قتل کرتے تھے۔ جب ۱۴۹۳ء میں دوبارہ گیا۔ تو ۴۰ گائیں اور دو سانڈ وہ اپنے ساتھ جہاز پر لے گیا۔ ۱۵۲۵ء میں وہاں سے گائے میکسیکو میں پہنچائی گئیں۔ اور ۱۵۳۶ء میں ضلع فلوریڈا میں پہنچیں۔

۱۶۳۰ء میں انگریز لوگ امریکہ میں جانے شروع ہوئے۔ فرانسیسی لوگ اکیڈیا میں، پرتگیز نیوفاؤنڈلینڈ میں اور انگریز ورجینیا میں گائے بھی ساتھ لے گئے۔ تاکہ ان کے بال بچے دودھ سے محروم نہ رہیں۔ ہالینڈ کے لوگ تو گائے کا ایک جہاز بھر کر امریکہ لے گئے۔ اور وہاں گئے پالنے کا رواج ڈالا۔ اب امریکہ میں جتنی اچھی گائیں پائی جاتی ہیں۔ دنیا بھر کے کسی ملک میں نہیں ملتیں۔ امریکہ کا گورنمنٹ [illegible] سے آ [illegible]۔ ڈچ لوگوں نے [illegible] اپنا [illegible] سے شروع [illegible] کے گورنمنٹ آپ انسٹی ٹیوشن

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

ہیں گئے۔ وہاں سے آگے گائے سُتھان نظر پڑتے ہیں۔ وہاں کے لوگ گائے کے ادھی بھی کہلاتے ہیں۔ ریاست کلیمبر دہی کے لئے مشہور ہے۔ دہی کے بیوپار نے وہاں کے لوگوں کو لکھ پتی بنا دیا ہے۔ شہر اورنج کا مکھن دنیا بھر میں مشہور ہے۔ یہ لوگ مکھن کو منبر لہ سونا سمجھتے ہیں۔ وہ سونے کی مانند زرد رنگ کا ہوتا ہے۔ مکھن کے بیوپار نے انہیں مالا مال کر دیا ہے۔ یہ علاقہ دودھ کے بیوپار کے لئے یا تجارت کے لئے سارے امریکہ میں بہت مشہور ہے — ڈچ لوگ اپنے ساتھ ہالینڈ اور کومنبر لینڈ کو گائے لے گئے۔ جو ہڈسن نسل کی گائے کہلاتی ہے۔

سوئٹزرلینڈ کے اونچے پہاڑوں سے جو گائے لائی گئی۔ وہ سوئس نسل کہلاتی ہے۔ ان کے پاؤں بہت مضبوط ہوتے ہیں کیونکہ انہیں گرمیوں میں خوراک کی تلاش میں پہاڑوں پر چڑھنا پڑتا ہے۔ جاڑے کے موسم میں وہ گئوشالوں میں رہتی ہیں۔ سکاٹ لینڈ کی گائے آئرشائر نسل کی کہلاتی ہے۔ انگلینڈ اور فرانس کے درمیانی سمندر میں جرسی اور گرنسی نام کے ٹاپوؤں کی گائے کو امریکہ میں جرسی گرنسی نسل کی گائے کہتے ہیں۔ یہ گائے امریکہ میں ہر جگہ پائی جاتی ہے۔

سن ۱۶۰۹ء میں جیمس ٹاؤن میں گائے پہنچی۔ سن ۱۶۱۱ء میں ایک سو گائیں وہاں گئیں۔ مگر سن ۱۶۳۰ء میں ان کی نسل بڑھ کر ۳۰ ہزار تک ہو گئی۔ سن ۱۸۴۰ء میں امریکہ میں ایک کروڑ ۳۹ لاکھ ۷۰ ہزار گائیں تھیں ۱۸۵۰ء میں ایک کروڑ ۸۰ لاکھ ہو گئیں۔ سن ۱۹۰۰ء میں چار کروڑ ۳۰ لاکھ۔ سن ۱۹۲۹ء میں ۶۶۶۵۳۰۰۰ گائیں اور سن ۱۹۳۵ء میں ۷۷۹۱۸۴۵۸ ہو گئیں۔ سن ۱۸۵۹ء میں مکھن ۲۱۶۷۳۲۹ من۔ پنیر ۱۲ کروڑ من۔ دودھ ۲۳ کروڑ ۳۵ لاکھ گیلن ہوا۔ سن ۱۹۳۳ء میں دودھ سے آمدنی [illegible] کروڑ روپے کی ہوئی

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

امریکہ کے کسانوں میں چھ میں سے پانچ کے پاس یعنی ٨٦ فیصدی
کسانوں کے پاس ١٠ سے ٥٠ تک گائیں ہوتی ہیں۔ وہ کسان اور گوجروں
کا کام کرتے ہیں۔ اب امریکہ میں دودھ کی اوسط سالانہ فی گئے ٤٧ سو پونڈ
یعنی ٥٧ من ہے۔ ہالینڈ میں ٧٥٦٥ پونڈ۔ سوئیٹزرلینڈ میں ٦٩٥٠ پونڈ۔
ڈنمارک میں ٥٦٦٦ پونڈ سالانہ ہے۔ مگر ہندوستان میں ٥٠٠ پونڈ سالانہ
اوسط دودھ ہے۔

علاقہ شیگن ریاست میں گئو جانچ سبھا Cow Testing
Association قایم ہوئی ہے۔ اس نے چند ہی برسوں میں
بہت ترقی کی ہے۔ جو گائے پہلے ٨ سیر دودھ دیتی تھی۔ تین برسوں میں ١٥
سیر دودھ دینے لگی۔ ورجینیا میں گوپاشٹمی کے اتسو پر دودھ کا بیوپار
گئو پالن پوشن کے کام کی مشکلات اور اشتہار بازی کی دیکھ بھال کی
جاتی ہے۔ اس میں ورجینیا ریاست کے بہت لوگ دل و جان سے شریک ہوتے
ہیں۔ سب سے اچھی گائے کو پردھان بنا کر اُسے راج سنگھاسن پر بٹھایا
جاتا ہے۔ چنانچہ ١٩٣٦ء میں ضلع کیرکاس کی ایک گائے کو یہ پد دیا گیا۔
١٥ ہزار لوگوں کے سامنے گورنر نے اُس کے ماتھے پر تلک لگایا۔ اُس کے
سامنے ایک ہزار ودیارتھیوں نے گوپال جیون کا ناٹک کیا۔ اس میں گوالے
کے سب کاریہ دکھائے گئے۔ (١) کس طرح گائے کے تھنوں سے دودھ نکال
کر بوتلوں میں بھرا جاتا ہے (٢) کس طرح گائے کو دوہا جاتا ہے اور (٣) کیسے
صاف ستھرے کپڑے پہن کر گرم پانی سے ہاتھ دھو کر گائے کو تھپکی دے
کر پیار کر کے دودھ نکالا جاتا ہے۔ یہ نظارے بہت منورنجک تھے۔ اس
کے بعد لڑکیوں نے ہالینڈ۔ ڈنمارک۔ اٹلی۔ روس اور فرانس کی گوالنوں
(گوپیوں) کے گئو پالن کے ڈھنگ دکھلائے۔ یہ درشیہ اتی منورنجک ہوتا
ہے۔ تب سے یہ گؤوں کا مہا سمیلن منایا جانے لگا ... کا نام ٹھیرک ...

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

گیا۔ اس میں مختلف قسم کے باجوں اور جھنڈوں کا سماویش کیا گیا۔ یہ جلوس رات کے ۹ بجے ایک ہائی سکول کے وسیع میدان میں جا کر ختم ہوا۔ اس میں گیارہ ضلعوں کے لوگ شامل ہوئے تھے۔

امریکہ کی ریاست کینی سس کے سابق گورنر لے کاٹ نے متعلق وہاں ایک بھاشن دیا جس کا اختصار یہ ہے :— ہومر کو ہانے بدھ کا۔ ہورس نے پریم کا ڈینٹی نے نرک اور ملٹن نے سورگ۔ وجلٹ نے دیوتا کا گیت گان کیا۔ اگر مجھ میں ان سب کویوں کا سمِلت گیان ہوتا۔ اور میرے ہاتھ میں ایک ہزار تار کا طنبورہ ہوتا۔ اور سارا سنسار شروتا بن کر سنتا۔ تو میں اپنا ہردے کھول کر گئو کے گن گاتا۔ اور اس کی مہما کا گان امر کر دیتا۔ اگر موسیقی کار ہوتا۔ اور سنسار بھر میں تانکی سے اپنے وچار مورتی مان کر سکتا۔ تو سنسار بھر کی چتر کی سب کھانیں چھان کر عمدہ سنگ مرمر تیاں ڈھونڈ لاتا کسی منوہر بن میں جل کے نزدیک پھلیوں کے مدھر جھنڈ کے بیچ بیٹھ کر اپنے پوتر پریم میں جی لگا کر دل کو اتنا نرم بنا لیتا۔ کہ اس میں سے میرے من کی گئو مورت نظر آتی۔

گئو بے تاج مہارانی ہے۔ اس کا راجیہ ساری پرتھوی اور منش مات پر ہے۔ جو کچھ وہ لیتی ہے۔ اس سے سو گنا دیتی ہے۔ اگر آج سنسار کی گائے نشٹ ہو جائیں۔ تو منش مات پر بھیانک سنکٹ آ پڑے۔

بنک۔ تار۔ ریل کے بغیر ہم اپنا کام چلا سکتے ہیں۔ مگر گائے کے بغیر منش جاتی روگی ہو کر ناش کو پراپت ہو۔ جیوں جیوں ہم گیان کے کشیتر میں آگے بڑھیں گے۔ سدا رکھشن اور زبان کا چسکا چھوڑیں گے۔ تیوں تیوں گئو ہتیا اور مانس بھکشن تیاگ دیں گے۔ گئو ماتا ہمیں سکھ دیتی۔ بل دیتی اور ہمارے بچوں کے پرانوں کی رکھشا کرتی ہے۔ گئو ماتا! تو دھنیہ ہے۔ تجھے بار بار نمسکار ہے۔

یہ ہے گئو پوجن۔ گئو رکشا اور گئو پالن۔ امریکہ میں اس کے مقابلہ میں بھارت میں گئو کی [illegible] اور [illegible] آپ سے چھپی نہیں۔

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

انگلستان کا بادشاہ اپنے رنج کے ساتھ اور گائے رکھتا ہے۔ ان کی پرورش کے لئے خاص احتیاط کرتا ہے ہر سال نمائش میں بھیجا کرتا ہے۔ یورپ اور امریکہ کے لوگ گائے کا دودھ بڑھانے کے لئے آئے دن نئے نئے تجربات کر رہے ہیں۔ نئی سکیمیں نکالتے ہیں۔ اس پر کتابیں لکھتے ہیں۔ بہت سے انعام مقرر کئے جاتے ہیں۔ سائنٹیفک طریقوں سے گائے کی پرورش اور خوراک کا خیال کرتے ہیں۔ اس کی صفائی۔ پرورش اور صحت کی پورے طور پر خود نگہداشت کرتے ہیں۔ انہوں نے ایک قسم کی انڈسٹری بنا کر سائنس کا جامہ پہنا دیا ہے۔ ایسے سکول قائم کئے ہیں۔ جہاں لڑکوں کو گائے کا دودھ بڑھانے کے ڈھنگ سکھلائے جاتے ہیں۔ ان کی پرورش کیسے کی جائے۔ ان کی خوراک کی تبدیلی بلحاظ موسم اور وقت پر ہر ایک امر کا خیال کیا جاتا ہے۔

ڈنمارک میں سب سے پہلے سنہ ۱۸۷۶ء میں ڈیری فارم یعنی گئوشالہ کھولی گئی۔ جس میں ایک ہزار گائیں پالنے کا انتظام کیا گیا۔ مگر سنہ ۱۹۱۱ء میں یعنی ۳۵ برس میں وہاں ۱۲۰۰ گئوشالائیں بن گئیں۔ جن میں ۵ لاکھ سے ۱۳ لاکھ تک گائیں ہو گئیں۔ اب تو تعداد اور بھی بڑھ چکی ہے۔ ان کے علاوہ لوگ اپنے گھروں اور کھیتوں میں بھی گائیں رکھتے ہیں۔ ہر سال ڈنمارک اس تجارت سے مالا مال ہو رہا ہے۔ کیونکہ وہاں کے لوگ دودھ منجمد کر کے اور مکھن کو ڈبوں میں محفوظ کر کے غیر ممالک میں بھیج کر روپیہ کما رہے ہیں اور خوشحال ہو رہے ہیں۔

امریکہ میں ایسی گئوشالائیں ہیں۔ جن میں ۴۰ سیر تک دودھ دینے والی گائیں پائی جاتی ہیں۔ انگلستان میں ایک گائے جس کا نام جیری تھا ۵۷ سیر یومیہ دودھ دینے والی تھی۔ جس نے تمام دنیا کے ریکارڈ کو مات کر دیا۔ اسے لوگوں نے ۳۵ سنہری تمغے بطور انعام [illegible] گلے میں پہنائے اور [illegible] ہاروں سے اس کا بہت سنگار کیا گیا۔

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

اب امریکہ میں ایک گائے کی نمائش کی گئی جس نے ۷۰ سیر دودھ دے کر دنیا بھر کا ریکارڈ توڑ دیا ہے۔ اس کا نام برج برج ہے۔ نیوزی لینڈ میں بھی مسٹر اڈورڈ کے مکان پر ۳۵ سیر دودھ دینے والی گائے دیکھی۔ ہالینڈ، جرمنی، جاپان اور نیوزی لینڈ میں سینکڑوں گائیں ایسی ہیں۔ جو ۲۰-۳۵ سیر یومیہ دودھ دیتی ہیں۔ انہیں دن میں تین بار دوہا جاتا ہے۔ گویا وہ دودھ دینے کی مشینیں ہیں۔ ان کی خوراک اور پرورش کا خیال کیا جاتا ہے اس صنعت کو فروغ دینے کے لئے باقاعدہ سکول اور ڈیری فارمنگ شالائیں موجود ہیں۔ جہاں تجربات کئے جاتے ہیں۔ اور دودھ بڑھانے کے طریقے لوگوں کو سکھائے جاتے ہیں۔ اور پبلک تک پہنچائے جاتے ہیں۔

نقشہ نمبر ۳۔ غیر ممالک میں دودھ اور مکھن فی کس اوسطاً کس قدر ملتا ہے۔

نام ملک	مقدار دودھ فی کس سالانہ	مکھن فی کس سالانہ
سویڈن	٦٩٠٧	١٨٠٦
ناروے	٥٦	٩٠٦
امریکہ	٥٥٠٨	١٧٠٣
کینیڈا	٥١	١٩
آسٹریلیا	٤٥	٢٠
نیوزی لینڈ	٤٢	١٢
انگلستان	٣١	١٦
جرمنی	٢٧	١٩٧
فرانس	٢٥	٨٠٥
ڈنمارک	٢٢	١٢
ہندوستان	٨٠٥	لکھتے ہوئے شرم آتی ہے

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

کہ ایک پونڈ کا سولھواں حصہ یعنی ایک تولہ کے لگ بھگ ۔

فصل دوم

گائے کے دودھ کی مقدار مختلف غیر ممالک میں

سالانہ و یومیہ

غیر ممالک میں گائیں کتنا دودھ دیتی ہیں ۔ اس کا اندازہ نقشہ نمبر ۴ سے ملاحظہ کریں ۔

نام ملک	سالانہ اوسط دودھ فی گائے			یومیہ اوسط دودھ فی گائے	
	من	سیر	چھٹانک	سیر	چھٹانک
ڈنمارک	۷۷	۲۲	۸	۹	۱۲
سوٹزرلینڈ	۸۱	۹	۱۰	۹	۲
انگلستان	۶۹	۲۸	۰	۶	۱۵
بلجیم	۶۸	۴	۸	۶	۱۰
جرمنی	۶۶	۱۲	۸	۵	۱۲
امریکہ	۸۶	۱۱	۹	۹	۱۱
ہندوستان	۶	۲۲	۸	—	۱۳ چھٹانک

آہ! وہ بھارت جہاں دودھ کی نہریں بہا کرتی تھیں ۔ جہاں سُربھی اور نندی گائے منوں دودھ دیا کرتی تھیں ۔ جو سینکڑوں آدمیوں کو اپنے دودھ سے تربیت کر سکتی تھیں ۔ آج وہاں گائے کے یومیہ دودھ کی اوسط ۱۳

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

چھٹانک یومیہ رہ گئی ہے۔ کتنے افسوس کا مقام ہے۔

نقشہ پانچواں۔ دودھ کی کھپت فی آدمی روزانہ اوسط
کینیڈا ۲۸ چھٹانک۔ انگلستان ۲۰ چھٹانک۔ نیوزی لینڈ ۲۷½ چھٹانک۔ جرمنی ۱۷ چھٹانک۔ سوئٹزرلینڈ ۲۷½ چھٹانک امریکہ ۱۷ چھٹانک۔ آسٹریلیا ۱۲ چھٹانک۔ جاپان ۱۵ چھٹانک۔ بھارت یا ہندوستان جو دودھ گھی کا مرکز تھا۔ جہاں کرشن بھگوان نے خود گوئیں چرائیں۔ وہاں پرنے دو چھٹانک یعنی ۹ تولے ہے۔

نقشہ ششم۔ تعداد گائے و مقدار دودھ فی مربع میل کس قدر ہیں۔

نام ملک	تعداد گائے فی مربع میل	روزانہ مقدار دودھ فی مربع میل سیر	من
ہالینڈ	۱۰۹ گائے	۲۰	۱۸
ڈنمارک	۹۷ "	۲۲	۲۶
ہندوستان	۴۲ "	۳¾	۱

یہ ہے ہندوستان میں دودھ کی حالت

ڈنمارک میں سنہ ۱۹۰۰ء میں دودھ دینے والی گائے ۱۰۷۵۰۰۰ تھیں۔ اور دودھ کی مقدار فی گائے ۵۰۸۴ پونڈ یعنی ۷ سیر یومیہ تھی۔ مگر سنہ ۱۹۱۹ء میں گائیں سترہ لاکھ ہو گئیں۔ گویا ۱۹ سال میں ۷۰ فیصدی بڑھ گئیں۔ اور دودھ ۵۸۰۷ پونڈ یعنی ۱۰ سیر نصف چھٹانک یومیہ فی گائے ہو گیا۔

ایسا ہی انگلستان میں ۴۰ سال میں دودھ کی مقدار دگنی ہو گئی وہاں پراپیگنڈا کیا جاتا ہے کہ زیادہ دودھ پیو۔ چنانچہ دودھ کے صفحہ ۹۷ پر امریکہ میں دودھ کی کھپت فی آدمی ۸۴۴ پونڈ سے ۱۰۰۰ پونڈ سالانہ تک بڑھ گئی [illegible]

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

لٹویا میں ۱۹۲۹ء سے ۱۹۳۵ء تک سات سال میں دودھ کی مقدار تیس فیصدی بڑھ گئی ہے۔ اور مردم شماری ۲½ فیصدی بڑھی ہے۔ لیکن بھارت کی سرزمین میں گائے کی تعداد اور اس کے دودھ کی مقدار دن بدن کم ہو رہی ہے اور آبادی بڑھ رہی ہے۔

جہاں دوسرے ممالک کے لوگ گئو کے دودھ بڑھانے کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ ہندوستان میں ٹوٹی لنگڑی گایوں کے لئے گئوشالا کھولنا بڑا ثواب سمجھا جاتا ہے۔ دودھ بڑھانے کی طرف یا عمدہ نسل کی گائے پالنے کی طرف مطلق دھیان نہیں دیا جاتا۔ جب تک بھارت کے لوگ دودھ بڑھانے کی ودیا سے محروم رہیں گے۔ گائے کا پالن یہاں مشکل رہے گا۔ صرف منہ سے گئو ماتا کی جے بولتے رہیں گے۔

فصل سوم

غیر ممالک کی گئوشالاؤں کا

بھارت کی گئوشالاؤں سے مقابلہ

غیر ممالک میں ڈیری فارم جسے ہم گئوشالا کہہ سکتے ہیں۔ دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک پبلک دوسری پرائیویٹ یعنی کمپنی کی اور ذاتی۔ ذاتی گئوشالا وہ ہوتی ہے جنہیں کوئی خاص آدمی بذات خود یا دو چار اصحاب کو ساتھ ملا کر قائم کرتا ہے۔ یعنی چند گائیں رکھ کر ان کی پرورش کرتے ہیں۔ اور ان کے دودھ سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ پبلک سے مراد وہ گئوشالا ہے جن کا سرمایہ مقرر کر کے

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

رجسٹر کرائی جاتی ہیں۔ اور فی حصہ قیمت مقرر ہوتی ہے۔ ان کے حساب کتاب باقاعدہ ہوتے ہیں۔ اور دیکھ بھال کے لئے سرکاری محاسب مقرر ہوتے ہیں۔ جو ان کے حساب کتاب کی پڑتال کرتے ہیں۔ تاکہ کوئی روپیہ خورد برد نہ ہو جائے۔

ان گئو شالاؤں کے استھان صاف ستھرے ہوادار خوب روشن جن میں دھوپ بخوبی آ جا سکے۔ فرش پکے اور ڈھلوان دار ہوتے ہیں۔ تاکہ گئو کا موتر نالیوں میں بہہ کر چلا جائے۔ بعض فرشوں پر چھوٹے چھوٹے چھید ہوتے ہیں۔ اور نیچے بدرو ہوتی ہے۔ تاکہ گئو کا موتر سوراخوں سے نالی میں پہنچ جائے۔ بیس گز کے فاصلہ پر پختہ چوبچہ بنا ہوتا ہے۔ تاکہ بہہ کر اس میں جمع ہوتا رہے۔ کسان اور زمیندار لوگ اس موتر کو خریدتے ہیں۔ اور اپنے کھیتوں میں جا کر ڈالتے ہیں۔ اس سے پیداوار بڑھتی ہے۔ کیونکہ گائے کے پیشاب میں نائٹروجن بہت ہوتی ہے۔ افسوس ہے کہ ہمارے ملک میں گائے کے موتر سے کوئی لابھ نہیں اٹھایا جاتا۔ گائے جہاں چاہے موتر کرے رائیگاں جاتا ہے۔

ایسا ہی وہ لوگ گائے کے گوبر کی بھی بہت حفاظت کرتے ہیں۔ زمین پر پڑا نہیں رہنے دیتے۔ تاکہ نہ اس کی بدبو گائے کے ناک تک پہنچے۔ نہ اس کی غلاظت گائے کے جسم کو لگے۔ نہ مکھی مچھر وغیرہ کو اس پر آ کر بیٹھنے کا موقعہ ملے۔ ہمارے ملک میں گوبر کے اپلے بنا کر اسے دھوپ میں خشک کر کے اس سے ایندھن کا کام لیتے ہیں۔ اس لئے کھیتوں میں گوبر بہت کم پہنچتا ہے۔

گوبر زمین کی پیداوار بڑھانے کے لئے سب سے اتم کھاد ہے۔ مگر ہمارے غریب کسان اسے کھیت میں نہیں ڈال سکتے۔ اس لئے بمقابلہ دیگر ممالک کے یہاں کی پیداوار بہت کم ہے۔ مثلاً ہمارے ہاں گیہوں فی ایکڑ اوسط ۱۰ من۔ انگلستان میں ۲۵ من۔ جاپان میں ۲۱۔ امریکہ میں ۳۶ من۔ اور روس میں ۴۲ من پیدا ہوتی ہے۔ بعض گئو شالاؤں کے کمرے جہاں گائے باندھی جاتی ہیں۔ جاندار ہوتے

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

ہیں۔ تاکہ مکھی یا مچھر اندر نہ جا سکیں۔ ساتھ ہی گائے کے جسم کو صاف کیا جانا ہے۔ تاکہ اس پر کوئی کیڑا یا گرد و غبار نہ رہے۔ ایک موٹے صاف کپڑے سے جسم کو رگڑ کر صاف کیا جاتا ہے۔ جب بہت سردی نہ ہو۔ تو اُسے ہفتہ میں ایک۔ دو بار اشنان بھی کرا دیا جاتا ہے۔ عموماً گئوشالہ شہر سے باہر کسی دریا کے کنارے یا کھلے میدان یا پہاڑ کے نزدیک بنائی جاتی ہے۔ جاپان میں زمین مزروعہ کا ۱/۲ حصہ گئو چر کے لئے وقف کیا جاتا ہے۔ جب تک اپنی چراگاہ نہ ہو۔ گئوشالہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ دیگر ممالک میں چراگاہ کے لئے حسب ذیل طریق سے زمین مخصوص کی جاتی ہے۔

نام ملک	تعداد اراضی ایکڑوں میں	تعداد اراضی چراگاہ کے لئے
برطانیہ	۱۵ لاکھ - ۷ کروڑ ایکڑ زمین ہے	۲ لاکھ ۳۳ ہزار ایکڑ
جرمنی	۲۶ " ۱۳ " " "	۲ " ۶۰ "
نیوزی لینڈ	۲۷ " ۶ " " "	۲۷ " ایکڑ زمین
ہندوستان	۲۳ کروڑ ایکڑ اراضی	۲ " ۵۲ ہزار ایکڑ زمین

سب سے زیادہ چراگاہ کے لئے زمین نیوزی لینڈ میں اور سب سے کم ہندوستان میں ہے۔ اسی لئے یہاں گائے سب سے کم دودھ دیتی ہے۔ اور کمزور دکھائی دیتی ہیں۔

پہلے زمانہ میں یہاں ہر ایک گاؤں میں چراگاہ کے لئے زمین مخصوص ہوا کرتی تھی جسے شاملات کہا کرتے تھے۔ وہاں سب پشو چرا کرتے تھے۔ مگر اب لوگوں نے خود غرضی میں پڑ کر شاملات کا رواج ترک کر دیا ہے۔ اور اُس زمین کو زیر کاشت کر لیا ہے اور پشوؤں کو قدرتی خوراک اور اپنے حق سے محروم کر دیا ہے اس لئے دودھ اور کھیت کی پیداوار دونوں کم ہو گئے ہیں۔ دیگر ممالک میں کئی جگہ یہ رواج بھی ہے۔ کہ جو شخص مکان کی تنگی کے باعث گھر میں گائے نہیں رکھ سکتا وہ اپنی گائے گئوشالہ کے سپرد کر دیتا ہے۔ جتنا دودھ گائے

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

اس کے گھر دینی تھی۔ وہ اُسے اتنا دودھ روزانہ گھر بیٹھے بٹھائے پہنچا دیتے ہیں۔ گئوشالہ میں جس قدر خرچ ماہوار آئے گا۔ حصہ رسدی ماہوار اُس سے چارج کر لیا جائے گا۔ یہ خرچ گھر کی نسبت کم آئے گا۔ کیونکہ بہت گائے مل کر رہنے سے خرچ کم پڑے گا۔ گئوشالہ والوں کو یہ فائدہ ہوتا ہے کہ وہ سائنٹیفک طریقے سے اُس کا دودھ ڈھلا لیتے ہیں۔ وہ زائد دودھ گئوشالہ کے حساب میں بطور منافع درج کر لیتے ہیں۔ مالک کو یہ فائدہ۔ کہ بغیر محنت اور تکلیف کے دودھ گھر بیٹھے اتنا ہی ملے گا۔ جتنا گھر میں گائے انہیں دیتی۔ گئوشالہ کے کارکنوں کو زائد دودھ منافع میں ملیگا۔

ہر گئوشالہ میں پچاس گائے پیچھے ایک ڈاکٹر رہتا ہے۔ ڈاکٹر دودھ کی جانچ پڑتال کرتا ہے۔ جب وہ تصدیق کرتا ہے۔ کہ دودھ ہر طرح سے بری خالص پینے کے لائق ہے۔ تب دودھ گئوشالہ سے باہر فروخت کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ اور بوتلوں میں بند کر کے گھروں میں حسب آرڈر بھیجا جاتا ہے۔ عموماً گائے کو مشین کے ذریعے دوہا جاتا ہے۔ جہاں کہیں مشین نہ ہو۔ صاف ستھرے گوالے سے دودھ نکلوایا جاتا ہے۔

پبلک ڈیری فارم بڑے وسیع پیمانے پر ہوتی ہیں۔ چنانچہ ۱۹۲۷ء میں نیویارک شہر میں ایک ڈیری فارم کھولی گئی۔ جس کا نام گوپتی منڈل رکھا گیا۔ اس کا سرمایہ ایک ارب روپیہ رکھا گیا۔ فی حصہ ایک ہزار روپیہ تھا۔ سال بھر میں سرمایہ پورا ہو گیا۔ اس گئوشالہ کے لئے ستر ہزار ایکڑ زمین بطور چراگاہ خرید کی گئی۔ قریباً چار لاکھ گائے کی پرورش اور رہائش کا انتظام کیا گیا۔ دو ہزار دوکانات برائے دودھ فروشی۔ پندرہ سو دوکانات مکھن بیچنے کی۔ ۱۱۰۰ دوکانات پنیر فروخت کرنے کی کھولی گئیں۔ سات ہزار نوجوان ایسے ملازم رکھے گئے۔ جو لوگوں کے مکانات پر جا کر دودھ اور مکھن بہم پہنچا دیں۔ قریباً پچاس ہزار آدمیوں کے لئے اس گئوشالہ سے روزگار کا دروازہ کھل گیا۔ پہلے سال

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

کمپنی ہذا نے ۱۶ فیصدی منافع تقسیم کیا۔ دو سال کے بعد ۱۰ فیصدی اور
سنہ ۱۹۲۳ء میں ۱۴ فیصدی منافع کمپنی ہذا نے تقسیم کیا۔ اس کی رسم افتتاحی
پر صدر انجمن نے جو تقریر کی۔ اس کا لب لباب یہ ہے۔

"ایک ہی اعلٰے مقصد سے متحرک ہو کر انسان گئو ماتا کی حفاظت
کرنے والا ہے۔ انسان اس سے بڑھ کر ذمہ داری کے تحت کیا کر سکتا ہے۔ کہ وہ
گائے کا سوامی اور رکشک ہو۔ جس کا دودھ ہر سال کروڑوں بچوں کی زندگی کا
آدھار ہے جس کا استعمال کرنا جوانی اور پیری میں بھی ضروری ہے۔ ہر روز کافی
مقدار میں دودھ پیدا کرنا۔ اس کا سنبھالنا اور بچوں کو سستا بہم پہنچانا ایک اہم
ذمہ داری کا کام ہے۔ اور قابل تقلید امر ہے جس کے لیے گئوؤں کے پالک
اور مالک بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں۔ بھارت کے سینا پتی اور راجے مہاراجے زمانہ
سلف میں گوپتی کہلانا فخر سمجھتے تھے۔ گئو پہلے پہل بھارت میں پیدا ہوئی۔
وہاں سے سارے یورپ امریکہ افریقہ میں پھیل گئی۔ بھارت کے لوگ گئو کے
دودھ کو امرت سمجھتے تھے۔ لوگوں کو دودھ بہم پہنچانے سے بڑھ کر کوئی شریفانہ
کرتویہ نہیں۔ اور گوسوامی کہلانے سے بڑھ کر کوئی عزت اور فخر نہیں ہے۔"

آہا! ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ الفاظ کسی رشی مہاتما کے مکھ سے نکل
رہے ہیں۔ گئو پر کیسی شردھا اور اس کے لیے سنمان ہے۔ کیا اب بھی بھارت
کے لوگ امریکن لوگوں سے سکشا گرہن کر سکتے ہیں یا یوں ہی مکھ سے گئو ماتا
کی جے کے نعرے لگانے پر ہی خوش رہیں گے۔ اور چارہ و خوراک سے اسے
ترسا ترسا کر ختم کر دیں گے۔

اسی طرح امریکہ کے شہر سینٹ ایلنس میں ایک کارخانہ مکھن تیار
کرنے کا ہے۔ وہاں پچاس ہزار گیلن کا دودھ روزانہ آتا ہے۔ اس سے پانچ سو
من مکھن نکلتا ہے کتنے لوگوں کی بیکاری دور ہوتی ہے۔ اور کارخانہ دار کتنا
منافع کماتے ہیں کیا بھارت میں گئو ماتا کی جے بولنے والوں نے کبھی ایسے

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

کارخانے کھولنے کا یتن کیا ہے۔ مغربی لوگوں نے گئو شالائیں سچے معنوں میں کھول کر نہ صرف بیکاری اور بے روزگاری کو دور کیا ہے۔ نہ صرف آپ ہزاروں روپے کما کر دولت سے مالا مال ہو رہے ہیں۔ نہ صرف مضبوط اور عمدہ نسل کی گائے بڑھا رہے ہیں بلکہ لوگوں کی صحت۔ امراض زہریلی کے روکنے اور لوگوں کی خوشحالی کے لیے نمایاں کام کر رہے ہیں۔ وہ ہماری طرح مذہبی جذبات کے غلام نہیں ہیں بلکہ وہ گائے کو ملکی ترقی۔ واقعی ارتقا اور صحت کا ذریعہ سمجھ کر گئو پالن کا کام دلی لگن سے کر رہے ہیں۔ ہمارا کام اس کے مقابلے میں دکھلاوے کا لوگوں کی پرستش حاصل کرنے اور اپنا پیٹ بڑھانے کا ہے۔ اور لوگوں کے جذبات سے فائدہ اٹھانے [illegible] گیا ہے۔

مغربی ممالک [illegible] بڑی ڈاکٹر سکولوں میں جا کر پرچار کرتی ہیں کہ دودھ پینے سے دانت مضبوط رہتے ہیں۔ جلدی نہیں ٹوٹتے۔ بالش چائے اور برش کے استعمال کرنے سے دانت جلد خراب ہو جاتے ہیں۔ دودھ پینے والے جانوروں کے دانت ہمیشہ دیرپا اور مضبوط رہتے ہیں۔ آج یورپ امریکہ کے لوگ ۵۰ برس کی عمر کے بعد مصنوعی دانت لگوا لیتے ہیں۔ اس کا باعث چائے شراب۔ برف لیمونیڈ وغیرہ اشیاء استعمال کرنا ہی ہے۔ اب ہندوستان میں بھی یہی لوازمات بڑھ رہے ہیں۔ اس لیے یہاں کے لوگوں کے دانت بھی جلدی ٹوٹ رہے اور خراب ہو رہے ہیں۔ ورنہ آج سے پچاس برس پہلے اسی سال کی عمر تک کسی کے دانت نہیں ٹوٹتے تھے۔ اب بھارت کے ہر شہر و قصبہ میں دندان ساز اور معالج دندان بڑھ رہے ہیں۔ اور ان کی چاندی ہو رہی ہے۔ اب تو پچاس برس کی عمر کے بعد شاذ و نادر ہی کسی آدمی کے دانت مضبوط نظر آتے ہیں۔

ہمارے بزرگوں کی بصارت اور دانتوں میں مرتے وقت تک فرق نہیں آتا تھا۔ باعث یہ تھا کہ انہیں دودھ۔ دہی بھی کافی [illegible] با افراط میسر تھے۔

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

ہم ان نعمتوں کے لئے تڑپ رہے ہیں۔ وہ سوڈا لیمونیڈ اور برف کی بدعتوں
سے نا آشنا تھے۔ ہم ان اشیاء کے غلام بن گئے ہیں۔ ان کی زندگی سادہ۔
قدرتی اور تپسیوی تھی۔ ہماری زندگی میں عیاشی۔ فیشن پرستی اور آرام طلبی نے
جگہ کر لی ہے۔

غیر ممالک میں بچوں کو سہولیت سے دودھ بہم پہنچانے میں لگاتار کوشش
ہو رہی ہے۔ چنانچہ انگلستان میں فی ہفتہ ۴۰ اونس یعنی آدھ سیر روزانہ دودھ
سکول کے بچوں کو دیا جاتا ہے۔ بلجیم۔ فرانس۔ ناروے میں فی ہفتہ ۸۰ اونس یعنی
۱۰ چھٹانک یومیہ ملتا ہے۔ نیوزی لینڈ میں ۲ ۱/۲ چھٹانک یومیہ ملتا ہے۔ ایسا
ہی امریکہ کی سرکار ہر سال پچاس لاکھ گیلن دودھ سکولوں کے غریب طلباء کو
مفت تقسیم کرتی ہے۔ انگلستان میں ۸۰ لاکھ گیلن دودھ ان استریوں کو
مفت دیا جاتا ہے۔ جن کا بچہ پیدا ہونے والا ہو۔ اور جو ابھی بچوں کو اپنے
تھنوں سے دودھ پلا رہی ہیں۔ ساتھ ہی پانچ سال کی عمر کے اندر کے لڑکوں
کو بھی دیا جاتا ہے۔

۱۹۳۴ء قانون دودھ ایکٹ نافذ ہوا۔ تب سے تین لاکھ بچوں کو دودھ
مفت دیا ملنے لگا ہے۔ علاوہ ازیں ۲۲ ۱/۲ لاکھ بچوں کو روزانہ ۱/۳ پائنٹ
دودھ برائے نام قیمت پر یعنی بہت سستا دیا جاتا ہے۔ یعنی دو پیسہ میں
پاؤ بھر ملتا ہے۔ ایسا ہی سکاٹ لینڈ میں غریب والدین کے بچوں کو جن کی
تعداد تین لاکھ ۳۵ ہزار ہے مفت دودھ دیا جاتا ہے۔

اسی طرح جنوبی افریقہ کی یونین سرکار نے ۹۳ ہزار پونڈ دودھ
ہر سال بچوں کو بہم پہنچانے پر اور خیراتی ہسپتالوں اور دیگر سنستھاؤں کو
مکھن بستر کرنے پر خرچ کرنے منظور کئے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں بھارت
میں جہاں گھر گھر دودھ مکھن نام نہاد صبح ہر گھر سے گھڑ گھڑ بلونے کی آواز آتی
CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri
تھی۔ جہاں کرشن بھگوان ماتا کے مکھن نہ دینے یا کم دینے پر چڑا کر کھانے سے

بھی دریغ نہ کرتے تھے - جہاں علی الصباح روٹی کے ایک ٹکڑے کے ساتھ ماتائیں بچوں کو مکھن کا پیڑا دیتی تھیں - اور بچے بڑے مزے سے مکھن کھا کر اور لسی پی کر سارا دن کھیلتے - کودتے - اچھلتے اور پڑھتے تھے - نہ کہیں برف پینے کی حاجت نہ سوڈا لیمونیڈ کی ضرورت - نہ ہی پیاس لگتی تھی ۔

آج اسی دیش میں امیر لوگ بھی دودھ اور مکھن سے ترس رہے ہیں - اگر ملتا ہے - تو دودھ ۱۲ سیر مکھن کا تو کہنا ہی کیا ہے - وہ تو اب عنقا ہو گیا ہے - اسی لئے ہمارے بچے دن بدن کمزور ہو رہے ہیں - کل بھارت میں سنہ ۱۹۳۵ء میں ۲۳ کروڑ مویشی تھے - جن میں سے ۵ کروڑ ۸۵ لاکھ دودھ دینے والی گائیں تھیں - مگر اب اپریل سنہ ۱۹۴۷ء کی رپورٹ کے بموجب گائے بھینس ملا کر دو کروڑ جانور شیردار رہ گئے ہیں - بھیڑ بکریاں کل ہندوستان میں ۶۱۱۵۷۰۰۰ - گھوڑے خچر گدھے سات لاکھ کے لگ بھگ - اونٹ ۳۸۱۰۰۰۰ رہ گئے ہیں - بیلوں کی تعداد ۲۵۵۷۶۰۰۰ ہے اور بیل گاڑیوں کی تعداد ۶۸۷۶۰۰۰ ہے -

اگر ہندو لوگ گئو رکھشا کو اپنا دھرم سمجھتے جیسا کہ زمانہ سلف میں تھا - تو آج ہندو جاتی کی یہ دُردشا نہ ہوتی - زمانہ سلف میں بھارت میں گائے فروخت نہ ہوتی تھی - چنانچہ جمدگنی رشی نے سہسرارجن کو اس کے سخت اصرار کرنے پر بھی گائے دینے سے انکار کیا - بلکہ اس کی خاطر موت کو ترجیح دی - وششٹ نے وشوامتر کو سُربھی گائے دینے سے انکار کیا - حتےٰ کہ جنگ تک نوبت پہنچی - وششٹ کے سب پتر جنگ میں مارے گئے - مگر پھر بھی اس نے گائے نہیں دی - یہ گائے دو من دودھ روزانہ دینے والی تھی - راجہ دلیپ نے بھی گائے کے بچانے کے لئے اپنے تئیں شیر کے ارپن کر دیا - اگر اب بھی ہندو لوگ اپنے بزرگوں کے ان کارناموں کو پڑھ کر ان پر عمل پیرا ہوں تو گئو رکھشا ہو جائے ۔

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

ہندو لوگ یہ بہانہ پیش کرتے ہیں۔ کہ مسلمان اور انگریز ہر دو اقوام گئو کو ذبح کرتی ہیں۔ .... ہم انہیں کیسے روک سکتے ہیں۔ ہم بے بس ہیں ممکن ہے کسی حد تک یہ درست ہو۔ لیکن اگر ہم یہ عہد کر لیں۔ کہ ہم اپنے گھر میں ایک ایک گئو ضرور رکھیں گے چاہے حالت کیسی ہو۔ کیونکہ اگر گھر میں لڑکی یا لڑکے بڑھ جائیں۔ یا پیدا ہوں۔ تو کوئی انہیں نکال نہیں دیتا۔ ان کی رہائش۔ پالن اور دیگر اخراجات ہمیں برداشت کرنے ہی پڑتے ہیں۔ چاہے گھر میں پہلے پانچ چھ بچے ہوں۔

ایسا ہی گئو ماتا کو بھی اپنے کنبہ کا جزو سمجھیں۔ بالخصوص جب ہم اسے ماتا کہہ کر پکارتے ہیں۔ نیز یہ دڑھ پرتگیا کریں۔ کہ چاہے ایک گائے کا لاکھ روپیہ بھی ملے۔ ہم اسے فروخت نہیں کریں گے۔ کوئی انسان اگر اسے اپنی ماتا کا دو لاکھ روپیہ بھی ملے۔ اسے فروخت نہیں کرتا۔ پس جب ہم نے گائے کو بھی ماتا کا درجہ دیا۔ تو اسے فروخت کرنے کے کیا معنے؟ اگر اب تو انگریز یہاں سے چلا گیا۔ اب ہندوستان میں ہندوؤں کا راج ہے۔ کٹر مسلمان پاکستان چلے گئے۔ اب یہ غدار لنگ ہٹ گیا ہے۔ اب گئو پالن میں کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہ گئی۔

پس اگر ہندو اس اصول پر کہ گئو کو کسی صورت میں بھی فروخت نہ کریں گے کاربند ہو جائیں گے۔ تو بھارت سے گئو ہتیا خود بخود بند ہو جائے کیونکہ جب ہندو گائے بچھڑے کو فروخت نہ کریں گے۔ تو پھر مسلمانوں کو بھی اپنی گائے بیل عید اور دیگر موقعوں پر ذبح کرنے پڑیں گے۔ اس حساب سے مسلمانوں کی گئو تھوڑے ہی عرصہ میں ختم ہو جائیں۔ جب ان کی گائے ختم ہو جائیں گی۔ تو بیل کہاں سے آئیں گے؟ جب بیل نہ ہوں گے تو ان کے کھیت بنجر اور اراضیات ویران ہو جائیں گی۔ تب ان کی آنکھیں کھل جائیں گی۔ اس لئے گئو کشی روکنے کا سب سے عمدہ طریقہ یہی ہے۔ کہ ہندو

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

لوگ گئو بیل فروخت کرنا قطعی بند کر دیں۔ کسی مسلمان یا عیسائی کے ہاتھ ایک

روپیہ ملنے پر بھی فروخت نہ کریں۔

دوسری بات یہ ہے کہ مسلمان زیادہ تر اس لئے گائے کا مانس کھاتے ہیں کہ بھیڑ بکری کے مقابلہ میں وہ ارزاں ہوتا ہے۔ اگر ہندو مانس کھانا قطعی ترک کر دیں۔ جیسا کہ اُن کے وید شاستروں میں مانس کھانے اور اہنسا کرنے کی قطعی ممانعت ہے۔ تو پھر بکری کا مانس ارزاں ہو جائے۔ بھارت میں مسلمان ۹ کروڑ اور ہندو ۳۰ کروڑ ہیں۔ مسلمانوں سے زیادہ تعداد میں ہندو مانس کھانے والے ہیں۔ پس اگر ہندو مانس کھانا قطعی ترک کر دیں تو یہ سب بھیڑ بکریاں مسلمانوں کے لئے کافی تعداد میں ہو جائیں اور اُن کا مانس نصف قیمت پر ہو جائے۔ ایسی حالت میں مسلمان خود بخود بھیڑ بکری کا مانس کھائیں گے۔ کیونکہ یہ اُن کو ارزاں ملنے لگے گا۔

یہ قدرتی اصول ہے کہ ہر شخص ارزاں چیز کو پسند کرے گا۔ پس گئو کشی کو بند کرنا ہندوؤں کے اپنے اختیار رہے۔ اس کے لئے انہیں قربانی کرنی پڑے گی۔ یعنی مانس کی لذت کو ترک کر کے پھل پھول سبزیوں اور دودھ گھی کی لذت پر اکتفا کرنا پڑے گا۔ جو مانس سے کئی درجہ لذیذ، مفید ارزاں اور صحت بخش ہے۔ اس طرح سے مسلمانوں کو بھی دودھ گھی کافی میسر ہوگا اور ہمارے دیش کو امراض سے نجات اور صحت سے خوشی حاصل ہو کر وہ دھن سے مالا مال ہوگا۔

بھارت کی گئوشالاؤں میں حسب ذیل

مزید احتیاط کی ضرورت ہے

گئوشالاؤں میں بعض ادن گئو تے ایک ہی مقام پر کھڑی کی

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

جائیں۔ ان کو ٹہلنے اور گھومنے کا موقعہ دیا جائے۔ ورنہ اُن کا دُودھ
غلیظ ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ بچے جلدی مر جاتے ہیں۔ دیہات سے شہروں
میں دُودھ آتا ہے۔ مگر دیہاتی لوگ گائے کو غلیظ اور تنگ و تاریک جگہ پر
باندھتے ہیں۔ اس سے دُودھ خراب ہو جاتا ہے جس طرح گائے کو پیٹ بھر
چارے کی ضرورت ہے۔ ویسے کھلی اور تازہ ہوا کی بھی ضرورت ہے۔ ہوا
اور دھوپ کافی نہ ملنے سے دُودھ کے کیمیائی اجزا زائل ہو جاتے ہیں۔

ہر شہر میں سو سو گائے رکھنے کی پچیس تیس پچاس تک حسب
ضرورت گئوشالا ہونی چاہیئے۔ تاکہ لوگوں کو دُودھ بافراط مل سکے بعض جگہ
ایک من دُودھ سے بالائی اتار کر یا مکھن نکال کر ایک من خالص دُودھ میں
ملا کر فروخت کیا جاتا ہے۔ اس سے گوجر لوگ ناجائز فائدے اٹھاتے ہیں
اور پینے کے دُودھ کی طاقت کمزور کر دیتے ہیں۔ اس کا تدارک قانون کے
ذریعے کرنا چاہیئے۔ بازاروں میں خالص دہی تو معدوم ہو گئی ہے۔ عموماً
مکھن ملائی اتری ہوئی دہی ملتی ہے۔ سب سے بڑا کارن یہ ہے۔ کہ ہندو
جاتی نے گئو کے دُودھ دہی جیسی نعمتوں کو گوجروں اور دوکانداروں کے
رحم پر چھوڑ دیا ہے۔ خود اس کام کو اپنے ہاتھ میں نہیں لیتے۔

گئوشالاؤں کا مقصد یہی ہونا چاہیئے۔ کہ عمدہ نسل کی گائے
پالی جائیں۔ تعداد میں بڑھائی جائیں۔ ان کا خالص دُودھ خالص مکھن لوگوں
کو بہم پہنچایا جائے۔ ورنہ لولی لنگڑی گائے کے پالنے اور ان پر اس
قدر زرِ کثیر خرچ کرنے سے کوئی فائدہ قوم یا ملک کو نہیں پہنچتا۔ گئوشالہ
میں روگی پشو علیحدہ رکھے جائیں۔ ان کے علاج کے لئے ڈاکٹر کا رکھنا
ضروری ہے۔ ورنہ تندرست مویشیوں پر بھی اس کا اثر پڑے گا۔ ہماری
گئوشالاؤں میں سب جاتیوں کی گائے مخلوط کر دیتے ہیں۔ چھوٹی عمر
کے سانڈ لگا کر ملاپ کرانے سے گئوؤں کی نسل کمزور ہو جاتی ہے

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

ر دودھ بھی کم ہو جاتا ہے۔

ہر گائے کے لیے ۳ بیگھہ زمین چراگاہ ہونی چاہیئے۔ ہمارے ملک
میں تو ۲۸ پشوؤں کے لیے ایک ایکڑ زمین ہے۔ اِس لیے اُن کو بالکل ناکافی
چراک ملتی ہے۔ تو دودھ کیسے حسب دلخواہ دے سکتی ہیں۔ باہر کے ملکوں
میں چراگاہ کا اِنتظام جانوروں کے لیئے مقدم سمجھا جاتا ہے۔ چارہ موسم
کے مطابق نیم انوسار وقت مقررہ پر دینا چاہیئے۔ کم و بیش نہ دیا جائے
مختلف قسم کے چارے دینا مفید ہے۔ ایک ہی قسم پر اکتفا نہ کریں چارہ
چار قسم کا ہونا چاہیئے۔ اوّل جسم کو مضبوط بنانے والا ہو۔ دوسرا طاقت
دینے والا ہو۔ تیسرا دودھ بڑھانے والا ہو۔ چہارم گرمی سردی پیدا
کرنے والا اور چستی پیدا ہونے والا ہو۔

دودھ دینے والی اور حاملہ گایوں کی خوراک مختلف اور الگ الگ
جگہ پر ہونی چاہیئے۔ دودھ والے پشو کو آدھا سیر سبز چارہ دیا جائے۔
باقی خشک۔ گابھن گائے کو دوہیلی گائے سے نصف سبز چارہ دینا چاہیئے
اس سے دودھ بڑھتا ہے۔ خون صاف ہوتا ہے۔ خوراک جلد ہضم ہوتی ہے
دانہ گائے کو دودھ کا ½ حصہ دینا چاہیئے۔ یعنی اگر گائے چھ سیر دودھ دیتی
ہے۔ تو ایک سیر دانہ ضرور کھلایا جائے۔ گابھن گائے کو اس سے نصف
دیں۔ اگر گائے کو نمک چاٹنے کو نہ دیں۔ تو مٹی چاٹنے لگتی ہے۔ اِس سے
دودھ خشک ہوتا اور پیٹ میں کیڑے پڑ جاتے ہیں۔ گائے کو جوٹھی۔ گلی
سڑی چیزیں نہ کھلائیں۔ نہ کہیں کھانے کا موقعہ دیں۔ مختلف اناجوں کے کیمیائی
اجزا اُن کے مطابق گائے کے چارہ میں اناج ملایا کریں۔

غرضیکہ گئوشالاؤں کو گئوؤں کے آشرم سورگ استھان بنائیں نہ کہ
گئوشالہ کو دیکھ کر ناک منہ بند کرنا پڑے۔ گائے کو دیکھ انسان کا دل خوش
ہو جائے نہ کہ لولی لنگڑی گائے دکھا کر لوگوں کی جذبات کو اپیل کر کے

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

سے روپیہ ٹھگنے اور اپنی وجہ معاش حاصل کرنے کے لئے گئو شالا بنائے جاتی

فصل چہارم

بھارت میں گائے کی کمی کے بواعث

ہمارے ملک میں جو زمانہ سلف سے زراعتی ملک چلا آتا ہے۔ جہاں ۷۳ فیصدی زراعت کا کام کرتے ہیں۔ اور ۸۶ فیصدی لوگوں کا انحصار زراعت پر منحصر ہے۔ گئے دن بدن کم ہو رہی ہیں۔ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ بواعث حسب ذیل ہیں۔

(۱) مسلمانوں کا عید کے موقعہ پر کثیر التعداد کی قربانی کرنا اور آگے پیچھے بھی گائے کا گوشت بلا دریغ کھانا۔ عید کے موقعہ پر چھ لاکھ کے قریب گئے بھارت میں ذبح ہوتی ہیں۔ بعض مسلمان تو گئے کا گوشت سستا پڑنے کے کارن اور بعض تعصب اور ہندوؤں کی دلآزاری کے لئے کھاتے ہیں۔

(۲) گورے لوگوں کے لئے بالخصوص چھاؤنیوں میں بوچڑ خانے کھول کر گئے کا گوشت بہم پہنچایا جاتا ہے۔ قریباً ۴۲ لاکھ گائے ذبح ہوتی ہے۔ متفرقہ دو لاکھ گئے ذبح ہوتی ہے۔ کل ۵۰ لاکھ گئے اس طرح موت کے گھاٹ سالانہ اتاری جاتی ہے۔

(۳) بوچڑ خانے جہاں سے گائے ذبح کر کے غیر ممالک میں گوشت خشک کر کے بھیجا جاتا ہے۔ چنانچہ سنہ ۱۹۲۰ء میں بنگال سے ۱۵۵۱۵۴ من ڈرائی [illegible] ... سے [illegible]

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

۴ ہنڈرڈ ویٹ باہر بھیجا گیا تھا۔ ہنڈرڈ ویٹ ایک من ۱۶ سیر [illegible]
ہوتا ہے۔ فی گائے اوسطاً ۳۰ سیر گوشت نکلتا ہے۔ گویا ۴½ لاکھ
گائے خشک گوشت کے لئے ذبح کی گئی۔ برما میں ۷۱۵۵ من گوشت
گیا۔ دس من کچا گوشت خشک کرنے سے ایک من خشک گوشت
ہے۔ اس حساب سے دس لاکھ گائے ذبح ہوئی۔ علاوہ ازیں ایک لاکھ
ہزار زندہ گائے غیر ممالک کو بھارت سے گئی۔ پنجاب میں ۵½
دی گائے پانچ سال میں کم ہو گئیں۔ حالانکہ پنجاب میں کوئی سرکاری
خانہ نہیں تھا۔

(۴) چمڑے کی تجارت کے لئے گائے ذبح کی جاتی ہیں۔ ۱۹۲۲ء میں
کروڑ ۴۰ لاکھ گائے کی کھالیں یعنی ۱۳½ کروڑ روپیہ غیر ممالک کو
گئیں۔ ساتھ ہی ۴۸ لاکھ کھالیں بچھڑوں کی بھی باہر برآمد کی گئیں۔
طرح ۱۶ لاکھ گاؤمیش یعنی بھینسوں کی کھالیں گئیں۔ ۱۹۱۶ء میں
کے محکمہ زراعتکاری کے ڈائریکٹر الیگزینڈر ہملٹن صاحب نے کہا
کھال مانس چمڑا وغیرہ کا دام بڑھنے سے ایک مری ہوئی گائے یا
کا دام زندہ جانور سے زیادہ وصول ہوتا ہے۔ چنانچہ وزیگاپٹم
قصاب کا بیان درج کرتے ہوئے وہ کہتا ہے۔ کہ اس نے ایک
میں ۳۵ روپے میں خرید کی۔ اسے ذبح کر کے اس کی کھال ۲۰ روپے
چربی اور مانس ۲۲ روپے میں۔ سینگ ایک روپیہ میں۔ ہڈیاں ڈیڑھ
میں فروخت کر کے ۴۴½ روپے حاصل کئے۔ یعنی ۹½ روپے نفع
اس لئے جب تک زندہ گائے بھینس کی قیمت مری سے زیادہ نہ ہو۔
میں ذبح کر کے نفع کماتے رہیں گے۔ زندہ کی قیمت تبھی زیادہ
جب ان کا دودھ زیادہ ہوگا۔ اب بھارت سرکار نے ابتدائی خبر [illegible]
سے کار نیز [illegible] کھال اور [illegible] اپنے [illegible] کم بند کر دے [illegible]

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri.

اس تجارت کے لئے گائے کو ذبح نہ کریں۔

ساتھ ہی ان کا خون خشک کر کے کھاد کے کام میں لایا جاتا ہے۔ آسام میں چائے اور قہوہ کے کھیتوں میں گائے کا خشک خون بطور کھاد کے ڈالتے ہیں۔ چنانچہ سنہ ۱۹۳۰ء میں آٹھ سو ٹن خشک خون بمبئی سے آسام میں گیا۔ یہ بھی اب قانوناً بند ہونا چاہیئے۔

(۵) گائیوں کو کم خوراک اور صفائی مکانات نہ ہونے سے قبل از وقت اُن کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ نیز چراگاہوں کی کمی اور سانڈوں کی قلت۔

غرضیکہ ان چھ بواعث سے ہمارے ملک میں گائے دن بدن کم ہو رہی ہیں۔ گورنمنٹ ہمارے ملک میں گائے کی حفاظت کی طرف دھیان نہیں دیتی۔ گائیوں میں بیماری پڑ جانے پر کوئی ان کی حفاظت کی طرف دھیان نہیں دیتا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ بھارت میں گائے ۳۶ کروڑ سے گھٹتے گھٹتے اب صرف دو کروڑ دودھ دینے والی گائے رہ گئی ہے۔ ہندو لوگ صرف لولی لنگڑی گائے کو پالنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ اور وہ بھی محض دکھلاوے کا۔ کیونکہ جتنی لولی لنگڑی گائے گئو شالاؤں میں مرتی ہیں۔ اتنی گھروں یا کھیتوں میں نہیں مرتی ہیں۔ ہندوؤں نے فی الحقیقت گئو شالاؤں کے مقاصد کو نہیں سمجھا۔ نہ ان سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں نہ گائے کی نسل بڑھانے یا دودھ کو بڑھانے کا خیال کرتے ہیں۔

اس لئے ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ گئو شالاؤں کو سدھارا جائے۔ وہاں عمدہ نسل کی گائے پالی جائیں۔ اور دودھ بڑھانے کے طریقوں پر عمل کیا جائے۔ تب ہمارا اکلیان ہوگا۔

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

فصل پنجم

گائے کی پرورش اور دودھ بڑھانے کے متعلق ہدایات

چونکہ ہندوستان میں گائے کے دودھ بڑھانے اور اُس کی باقاعدہ پرورش کرنے کی وِدّیا اور ڈھنگ سے لوگ ناواقف ہیں۔ اور نہ ہی اسے معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لہذا میں نے مناسب سمجھا ہے۔ کہ غیر ممالک میں جو طریقے گائے کی پرورش اور دودھ بڑھانے کے استعمال میں آ رہے ہیں۔ اور اُن پر بڑی ضخیم کتابیں لکھی جا رہی ہیں۔ اُنہیں اکٹھا کرکے اُن کا لبِ لباب درج کر دوں۔ تاکہ لوگ اُنہیں پڑھ کر اُن پر عمل پیرا ہو کر اُن سے فائدہ اُٹھائیں۔

اکبر بادشاہ کے زمانہ میں اُس کے پاس دو گائے تھیں۔ جو بقول ابوالفضل مندرجہ "آئینِ اکبری" ۲۷ سیر دودھ دیتی تھیں۔ اگر اکبر کے وقت گائے ہند میں اِتنا دودھ دے سکتی تھیں۔ تو کیا اب دودھ نہیں بڑھ سکتا؟

(۱) سب سے مقدم اور ضروری امر یہ ہے۔ کہ گائے کا مِلاپ عُمدہ نسل کے سانڈ سے کرایا جائے۔ سانڈ کو اچھی خوراک دی جائے۔ تیسرے چوتھے سال گئو شالہ کے سانڈ تبدیل کر دیئے جائیں۔ سانڈ عمر کے لحاظ سے گائے کی نسبت کم عمر کا نہ ہو تین سال

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

سے کم اور آٹھ سال سے بڑی عمر کا نہ ہو۔ بلوان ہو۔ کوئی عضو اس کا خراب یا ناکارہ نہ ہو۔ سانڈ کی ماں کا بیٹے سانڈ۔۔۔۔۔۔ سے ملاپ نہ کرائیں۔ ورنہ سنتان کمزور ہوگی۔ سانڈ اور ایک گائے ایک ہی نسل سے ہوں۔ اس کا آکار گائے سے کم نہ ہو۔ کم دودھی اور مارنے والا سانڈ نہ ہو۔ سڈول جسم۔ پھرتیلا اور بڑی بڑی رسیلی آنکھوں والا سانڈ ہونا چاہیئے۔

(۲) گابھن گائے کو پانچویں مہینے سے اچھی غذا دینا شروع کریں آٹھویں مہینے پاؤ گھی۔ پاؤ گڑ سیر آٹے میں ملا کر دو بار کھلائیں۔

(۳) جب گائے بچہ جنے۔ تو جلدی اسے پاؤ السی۔ پاؤ گڑ۔ دو سیر پانی میں گرم کر کے پلائیں۔ دو سیر چھکر میں آدھ پاؤ نمک ملا کر پلائیں۔

(۴) بچہ جننے کے پانچ چھ دن بعد پتلے گنے کو باریک کتر کر بقدر دس سیر دس پندرہ دن تک کھلانے سے دودھ ادھک ہو جاتا ہے۔

(۵) ایک سیر چاول ابال کر پانچ سیر گرم پانی آدھ سیر ارد کی دال، آدھ سیر گڑ، چھٹانک بھر ہلدی، آدھ پاؤ بیل گری۔ آدھ پاؤ نمک ڈال کر آٹھ دس دن تک پلاتے رہنے سے دودھ ادھک ہو جاتا ہے۔

(۶) آڑو۔ پپیتا کے پتے۔ پپیتا کی چھال آدھ آدھ پاؤ لے کر دو سیر پانی میں ابال لیں۔ ایک چھٹانک قلمی شورہ۔ آدھ سیر گڑ ڈال کر پانچ چھ دن متواتر پلاتے رہیں۔ اس سے دودھ بڑھتا ہے۔

(۷) السی پاؤ بھر۔ تلوں کا چھلکا ایک پاؤ۔ پھٹکڑی ایک چھٹانک

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

ملا کر کھلائیں۔

(۸) گھی آدھ سیر۔ گڑ آدھ سیر، چار سیر دودھ میں ملا کر چار دن متواتر پلا دیں۔

(۹) سن اور مہوے کے پھول آدھ آدھ پاؤ لے کر آدھ سیر گڑ دو سیر پانی میں ملا کر پلائیں۔

(۱۰) ایک سیر گیہوں کا دلیا۔ ایک سیر گڑ۔ پانچ سیر پانی میں اُبال کر دو سیر دودھ ملا کر پلائیں۔

(۱۱) بچہ جننے کے بعد ایک سیر گڑ۔ دو سیر پانی میں گرم کر کے سونٹھ اور اجوائن ایک ایک چھٹانک اس میں ڈال کر ٹھنڈا کر کے پلائیں۔

(۱۲) بچہ جننے کے ۲۴ گھنٹے بعد تک سرد پانی میں بھگویا ہوا دانہ یا چارہ نہ کھلائیں۔ سوکھی چری یا گھاس یا چوکر دیں۔ اس سے گائے کو نقصان نہیں پہنچتا۔ بلکہ دودھ اچھا ہوتا ہے

(۱۳) بچہ جننے کے بعد سرد پانی نہ پلائیں۔ اگر ۲۴ گھنٹے تک جیر نہ گرا دے۔ تو بانس کے پتے اور گڑ کھلائیں۔

(۴) ہدایات دربارہ پرورش گائے

گائے کے باندھنے کا استھان صاف ستھرا ہوا۔ روشنی اور دھوپ کی آمد و رفت والا ہو۔

(۱۵) گائے کے لئے صاف ہوا کا ہونا غذا سے بڑھ کر مفید ہے۔ دھوپ اور آفتاب کی کرنیں زہریلے مواد اور جرمز کو گائے سے ہٹاتی ہیں۔ اس لئے اسے دھوپ کا لگنا ضروری ہے تاریک جگہ پر گائے کو نہ باندھیں۔ نہ تنگ جگہ پر رکھا کریں۔

(۱۶) اگر گائے بہت ہوں۔ تو ان کو ایسا نہ باندھیں۔ کہ ایک

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

دوسرے کے ساتھ جمٹ کر کھڑی ہوں۔ انہیں کھلی جگہ دیں۔ تاکہ وہ آسانی سے حس و حرکت کر سکیں۔ ورنہ دودھ کم ہو جائے گا۔ اور بیمار ہو جانے کا بھی خطرہ ہو گا۔

(۱۷) اگر فرش پکا ہو۔ تو اس میں چھید ہوں۔ تاکہ پیشاب نیچے چلا جائے۔ نیچے پکی نالی ہو۔ تاکہ پیشاب نیچے بہہ جائے یا فرش ڈھلوان دار بنوائیں۔ تاکہ گائے کا موتر نالیوں میں بہہ جائے۔ باندھنے والی جگہ پر کھڑا رہے۔

(۱۸) استھان کو دن میں دو دفعہ صفا کریں۔ پانی سے خوب دھویا کریں۔ اس پر ریت یا مٹی ڈالا کریں۔ تاکہ غلاظت مطلق رہنے نہ پاوے۔

(۱۹) گائے کی کھرلی روزانہ صاف کریں۔ تاکہ اس میں بچا کھچا چارہ نہ رہے۔ نہ اس میں بدبو اٹھنے پاوے۔

(۲۰) چیچڑ۔ مکھی۔ مچھر سے گائے کو محفوظ کریں۔ باہر کے ممالک میں جہاں گائے باندھی جاتی ہے۔ کمرے کے کواڑوں پر جالی لگائی جاتی ہے۔ تاکہ مکھی مچھر اندر نہ گھسنے پائیں۔ یہ بیماریوں کے جرمز لاتے۔ خون اور دودھ خشک کرتے ہیں۔

(۲۱) ہفتہ میں ایک دو بار سینگوں۔ نتھنوں اور دم پر میٹھا تیل کی مالش کریں۔ کبھی کبھی پیٹھ پر بھی مالش کریں۔

(۲۲) شام کے وقت ایک موٹا کھلا صاف کپڑا اس کی پشت اور منہ پر پھیرا کریں۔ تاکہ گرد و غبار کوئی کیڑا یا غلاظت اس کے جسم پر رہنے نہ پاوے۔ اس کے مسامات کھلے رہیں ایسا کرنے سے دودھ بھی زیادہ دیتی ہے۔

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

(۲۳) ہر روز ۔۔۔ ہفتہ میں ۔۔۔ اگر ۔۔۔ کریں ۔۔۔

کی ڈلیاں اس کے پاس پڑی رہیں۔ تاکہ حسب دلخواہ وہ اسے چاٹتی رہے۔ اگر چارہ میں آدھ چھٹانک نمک روز دیا کریں۔ تو بھی بہت مفید اور ہاضم ہے۔

(۲۴) سرد اور گرم ہوا سے گائے کو بچائیں۔ گرمیوں میں دھوپ میں کھڑا نہ کریں۔ سردیوں میں ہوا میں کھڑا نہ کریں۔

(۲۵) دن بھر میں کچھ وقت گائے کو کھلی ہوا۔ کھیت۔ میدان یا جنگل میں پھرا دیں۔ ایک جگہ باندھ رکھنے سے دودھ کم ہو جاتا ہے۔ اور گائے بھی کمزور ہو جاتی ہے۔

(۲۶) مریض۔ بوڑھی۔ حاملہ۔ اپاہج۔ کمزور گائے کو دودھ والی گائے سے علیحدہ رکھیں۔ تاکہ ان کا اثر اس پر نہ پڑے۔

(۲۷) اگر گائے کشادہ باندھی جائیں۔ تو دودھ زیادہ دیتی ہیں۔ گائے تنہائی پسند نہیں ہے۔ گلے میں رہ کر خوش رہتی ہے۔ اور دودھ بھی زیادہ دیتی ہے۔

(۲۸) دوہنے کے متعلق ہدایات

دوہنے والا بار بار تبدیل نہ کریں وہ ہنس مکھ ہونا چاہیئے۔ گائے کو نام لے کر پکارا کرے۔

(۲۹) دوہنے والا پریم درشٹی سے دوہنے سے پہلے گائے کی پیٹھ اور منہ پر ہاتھ پھیرا کرے۔ اور تھپ تھپایا کرے۔

(۳۰) اپنے ہاتھ اور گائے کے تھن گرم پانی سے خوب صاف کرلے۔ تاکہ کوئی جرم ہاتھ پر نہ رہے۔

(۳۱) دوہنے والے کے کپڑے میلے نہ ہوں۔ نہ ناخن بڑھے ہوں۔ نہ بیمار رہو۔ صاف ستھرا ہو۔

(۳۲) دوہنے کے برتن صاف ستھرے ہونے چاہئیں۔ روزانہ دو وقت

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

انہیں صاف کر لینا چاہیئے۔

(۳۳) دوہنے سے پہلے گائے کو کچھ گھاس کھلالیں۔ دوہنے کے بعد کچھ پانی پلائیں۔ خالی پیٹ گائے کا دودھ نہ نکالیں۔

(۳۴) بلہا یا پھوکا کبھی نہ کریں۔ نہ گائے پر غصہ کریں نہ اسے کرودھ میں لائیں۔ ایسا کرنے سے دودھ ناقص نکلے گا۔

(۳۵) دوہنے کے وقت گائے کے پاس گانے اور باجا بجانے سے وہ پرسن ہو کر ادھک دودھ دیتی رہتی ہے۔

(۳۶) گائے کا بچہ اس کے پاس سامنے کھڑا کریں۔ تاکہ وہ دوہنے کے وقت اسے چاٹتی رہے۔ بچہ کو دودھ پہلے پلالیں۔ دوہنے کے بعد پلانے سے وہ گائے کا ہوانا خراب کرتا ہے۔ دوہنے کے بعد تھنوں میں کوئی دودھ رہنے نہ پائے۔ یہ بیماری پیدا کرتا ہے۔

(۳۷) ایک گوالا دس گائے سے زیادہ کا دودھ نہ نکالے۔ اس کے ہاتھ تھک جانے سے جلدی اور ٹھیک دودھ نہ نکال سکے گا گائے کو بھی نقصان ہوگا۔

(۳۸) اگر گائے کا دودھ نہ نکالا جائے۔ تو وہ بیمار ہو جائے گی۔ اور دودھ سکھا دے گی۔

(۳۹) دودھ کو فوراً گرم کر لینا چاہیئے۔ کچھ دیر تک پڑا رہنے سے اس میں جرم داخل ہو جاتے ہیں۔ دودھ کو دو تین ابالے دینے چاہئیں۔ بہتر ہو۔ کہ آہستہ مدھم آگ پر دھرا رہے۔ تاکہ اس میں آہستہ آہستہ بالائی آتی رہے۔

(۴۰) **خوراک کے متعلق ہدایات** بھوسہ اور چارہ پہلے صاف کر لیں۔ اس میں مٹی یا ڈھیلا نہ رہے۔ بھوسہ یا سوکھی گھاس کو دو تین بار پانی سے دھو کر ڈالا کریں۔ گائے

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

کو مٹی نہ چاٹنے دیں۔ نہ اس کے چارہ میں مٹی آنے پاتے۔

(۴۱) بنولے۔ کھل۔ ہرا گھاس۔ کیکر اور جنڈ کی پھلیاں۔ چھان چنے کے چھلکے۔ دالوں اور مونگ پھلی کے چھلکے۔ ترکاریوں اور سبزیوں کے بیج اور چھلکے۔ گنّے اور ناریل کی چھال وغیرہ دودھ زیادہ کرتے ہیں۔

(۴۲) گائے کا اپنا دودھ اور لسّی پلانے سے بھی دودھ ادھک ہوتا ہے۔ گنّے کا چھلکا کھلانا بھی مفید ہے۔

(۴۳) جس پانی سے دال دھوئی جائے۔ وہ پانی پلانا بھی مفید ہے اگر اس میں میلا پن نہ ہو۔ کھجور کی گٹھلیاں پیس کر یا بھگو کر دینا بھی مفید ہے۔

(۴۴) ترنج کی پتیاں اور بیل کاٹ کر کھلانا بھی مفید ہے۔ سن بھوہ۔ گڑ اور گھاس ملا کر کھلانے سے دودھ بڑھتا ہے۔

(۴۵) گائے کو بھینس کے نزدیک کبھی نہ باندھیں۔ بھینس کی بو گائے کے دودھ کا ناش کرتی ہے اور گائے کے اندر بیماریاں پیدا کرتی ہے۔

(۴۶) گائے کو جب دوہنا ہو تو صاف ستھری جگہ پر کھڑا کریں۔ جہاں پہلے باندھی ہوئی ہو۔ وہاں نہ رہنے دیں۔ وہاں سے کھول کر صاف جگہ پر کھڑا کر کے دودھ نکالیں۔

(۴۷) گائے کے مساموں سے جو ہوا نکلتی ہے۔ وہ پلیگ کے جرموں کو ناش کرنے والی ہوتی ہے۔ اس لئے گھروں میں گائے رکھنے سے طاعون کے مرض سے انسان بچے رہتے ہیں۔ اس کے گوبر کی بو سے ملیریا کے جراثیم ناش ہوتے ہیں۔ اس لئے گھروں کو گوبر سے لیپنا مفید ہے۔ پہلے اس کا تمام ہندوستان میں رواج تھا۔ مگر اب پشچمی سبھیتا نے کم کر دیا ہے۔

(۴۸) گائے کے دودھ میں بھینس یا بکری کا دودھ ملانے سے دودھ کا اثر زائل ہو جاتا ہے۔ اور بیماریاں پیدا کرنے کا کارن ہوتا ہے

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

سنیاسیوں اور ویدوں کے مجرب نسخے

۱- پرانے تپ اور دِق کا علاج :- ست گلو۔ طباشیر۔ الائچی خورد۔ نیبا ہتھر
نمولی (نیم کا بیج) اجوائن۔ چرائیتہ۔ چھ چھ ماشہ۔ تلسی کے پتے۔ مصری کوزہ
۲ تولہ ملا کر باریک کر لیں۔ ۳ ماشہ صبح شام پاؤ بھر دودھ بال بکری کے ساتھ سیون
کریں۔ ترشی۔ لال مرچ۔ گرم مصالحہ۔ تیل کی اشیاء سے پرہیز کریں۔ ثقیل غذا نہ
کھائیں۔ بکرے کا دودھ پھیکا۔ پالک کا ساگ کدو یا چنے کی رس کے ساتھ کھائیں

۲- دانتوں کے روگوں کا اکسیر نسخہ :- دارچینی۔ ماجو پھل۔ مصطگی رومی۔
کتھا سفید۔ کوڑ تمائی جڑ۔ نمک سیندھا۔ ایک ایک تولہ ملا کر باریک کر لیں چٹکی
بھر سرسوں کے تیل میں ملا کر دانتوں پر لگائیں۔ جب پانی نکل چکے۔ تو آدھ سیر
پانی میں ایک تولہ ترپھلا و پھٹکڑی کوٹ کر ابال لیں۔ جب پانی ایک چوتھائی رہ
جائے۔ تو چھان کر آہستہ آہستہ غرارے کریں۔

۳- پرانے دمہ کا علاج :- آک کے بند پھول ۲ تولہ آدھ سیر دودھ میں
ابال کر سایہ میں خشک کر لیں۔ دو تولہ اجوائن خراسانی پیس کر ملا لیں۔ بقدر
چار رتی صبح ایک تولہ شہد کے ساتھ ملا کر چاٹ لیا کریں۔

۴- چیچک روکنے کا نسخہ :- بھنگ۔ سیندور۔ گھونگچی سفید۔
ایک ایک رتی ملا کر باریک کر لیں۔ جب بالک پیدا ہو۔ اس کی نالی کاٹتے
ہی ناف پر چھوڑ دیں۔

۵- احتلام کا اکسیر علاج :- بوہڑ کا دودھ دو ماشہ بتاشے
میں ڈال کر صبح کے وقت ۲۱ دن کھائیں۔ اشنان کے وقت ۱۰ منٹ ناف
سے اندری تک آہستہ آہستہ جل دھارا بہایا کریں۔

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

۶- بواسیر خونی کا نسخہ :- نالی ہرڑ ۵ تولے آدھ چھٹانک گھی میں بھون لیں

ایک تولہ شدھ گندھک۔ آملہ سار ملا کر کھرل کر لیں۔ بقدر ۶ ماشہ رات کو گرم دودھ کے ساتھ پھانک لیا کریں۔ نیمولی زنیجم) کا تیل مسوں پر لگایا کریں۔

۷۔ قوت ہاضمہ اور سر درد کا نسخہ :۔ برہمی بوٹی۔ بیج آملہ۔ مال کنگنی سونف۔ الائچی موٹی۔ مغز بادام۔ چار مغز ۲-۲ تولہ۔ سونٹھ ۶ ماشہ۔ لونگ کالی مرچ ۱۱-۱۱ عدد ملا کر باریک کر لیں۔ ایک چھٹانک روغن گاؤ میں بھون لیں۔ ایک تولہ صبح ۱۲ دن آدھ سیر دودھ گائے کے ساتھ کھا لیا کریں۔

۸۔ قبض دور کرنے کا علاج :۔ ترپھلا۔ کالی ہرڑ۔ سنا۔ گلاب کے پھول۔ منقے۔ مغز بادام۔ کالا دانہ۔ بنفشہ۔ ایک ایک تولہ ملا کر کوٹ لیں۔ سوتے وقت ۶ ماشہ گرم دودھ کے ساتھ پھانک لیں۔

۹۔ بادی بواسیر کا علاج :۔ املی کے بیج ایک تولہ گرم توے پر بھون لیں۔ بقدر ۶ ماشہ دہی میں ملا کر صبح کھا لیا کریں۔

۱۰۔ کھانسی کا علاج :۔ بنفشہ۔ اسپغول۔ لسوڑیاں۔ عناب۔ بہی دانہ ایک ایک ماشہ ملا کر باریک کریں۔ طباشیر۔ دارچینی ۶-۶ ماشے بھی باریک کر لیں۔ دن میں دو تین بار ایک ایک ماشہ زبان پر رکھ کر چاٹ لیا کریں۔

۱۱۔ بواسیر خونی کا دوسرا مجرب نسخہ :۔ رسونت۔ گیرو۔ سفید کتھا۔ مرچ سیاہ ایک ایک تولہ گکروندہ کے رس میں کھرل کر کے جنگلی بیر کے برابر گولیاں بنا لیں۔ ایک گولی صبح و شام کھا لیا کریں۔

۱۲۔ اسہال روکنے کا سہل علاج :۔ اسپغول کا چھلکا ۶ ماشہ شربت انار کے ساتھ پھانک لیا کریں۔ سنگری (جنڈ کے درخت کی پھلی) کو دہی میں ابال کر کھائیں۔

۱۳۔ اگر آنکھ میں درد۔ کھجلی۔ لالی۔ جالا یا موتیا شروع ہو تو صبح گائے کا تازہ موت دو تین بوند ۴۰ دن تک ڈالتے رہیں۔

۱۴۔ اگر کان میں کم سنائی دینے لگے یا درد ہو۔ تو گائے کے موت چند قطرے ڈالیں آرام ہوگا

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

بڑی بڑی ایجادوں کی تاریخیں

نمبر شمار	نام ایجاد	تاریخ سنہ	نمبر شمار	نام ایجاد	تاریخ سنہ
۱-	جہاز کا لنگر	۵۹۹ قبل مسیح	۲۱-	دیا سلائی	سنہ ۱۸۳۱ء
۲-	کمپاس	۱۱۲۵ قبل عیسیٰ	۲۲-	پستول	سنہ ۱۸۳۵ء
۳-	عینک	۱۲۹۳ عیسوی	۲۳-	ڈائنامیٹ	سنہ ۱۸۶۷ء
۴-	تاش	۱۳۷۸ "	۲۴-	فاؤنٹین پن	سنہ ۱۸۹۱ء
۵-	ولایتی توپ	سنہ ۱۴۰۴ء	۲۵-	ہیٹی کا بیل	سنہ ۱۸۲۶ء
۶-	گھڑی جیبی	سنہ ۱۵۳۷ء	۲۶-	سٹیم بوٹ	سنہ ۱۸۰۷ء
۷-	دوربین	سنہ ۱۵۹۰ء	۲۷-	کلوروفارم	سنہ ۱۸۱۱ء
۸-	خوردبین	سنہ ۱۶۱۰ء	۲۸-	ٹیلیفون	سنہ ۱۸۹۶ء
۹-	ایئرپمپ	سنہ ۱۶۵۴ء	۲۹-	بائیسکل	سنہ ۱۸۷۸ء
۱۰-	پیانو باجہ	سنہ ۱۷۱۴ء	۳۰-	موٹر	سنہ ۱۸۸۴ء
۱۱-	مقیاس الہوا یا بیرومیٹر	سنہ ۱۶۴۳ء	۳۱-	پھیپھڑے اور سینہ دیکھنے کا آلہ سٹتھوسکوپ	سنہ ۱۸۱۶ء
۱۲-	ریل کا انجن	سنہ ۱۷۵۹ء	۳۲-	بائیسکوپ	سنہ ۱۸۸۱ء
۱۳-	ریل گاڑی	سنہ ۱۸۲۵ء	۳۳-	فونوگراف	سنہ ۱۹۰۲ء
۱۴-	تار	سنہ ۱۸۳۶ء	۳۴-	ایکس ریز	سنہ ۱۹۰۳ء
۱۵-	روئی کاتنے کی مشین	سنہ ۱۷۹۳ء	۳۵-	بے تار پیغام	سنہ ۱۸۹۶ء
۱۶-	غبارہ	سنہ ۱۷۸۹ء	۳۶-	تھرمامیٹر	سنہ ۱۷۲۵ء
۱۷-	فوٹوگراف	سنہ ۱۷۸۶ء	۳۷-	ٹائپ رائیٹر	سنہ ۱۸۷۳ء
۱۸-	پتھر کا چھاپہ	سنہ ۱۷۸۹ء	۳۸-	المونیم دھات	سنہ ۱۸۵۱ء
۱۹-	کپڑا سینے کی مشین	سنہ ۱۸۴۱ء	۳۹-	ریڈیو	سنہ ۱۹۱۳ء
۲۰-	کپڑا بننے کی مشین	سنہ ۱۸۳۲ء	۴۰-	ٹاکی فلم	سنہ ۱۹۲۹ء

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

سواستھ اور ویاکرن کے لئے بہترین پستکیں

ہندی

- یوگ آسن ... ۱۲/
- سواستھ اور ویایام ... عہ/
- ہم سو برس کیسے جئیں ... ۱۲/
- برہمچریہ ہی جیون ہے ... عمہ/
- سنکشپ ورشن ... عمہ/
- کریاتمک منووگیان ... عمہ/
- سواستھ سادھن ... عمہ/
- بھوجن دوارا سواستھ پراپتی ... عمہ/
- برہمچریہ سادھن ... عہ/
- برہمچریہ کے انوبھو ... ۱۲/
- یوگ رہسیہ ... عہ/
- نل بدھا کھاڑا ... عمہ/
- لاٹھی شکشا ... ۸/
- ودیارتھی جیون رہسیہ ... ۸/

اردو

- صحت اور یوگ آسن ... ۱۲/
- گنجینۂ صحت ... عمہ/
- ہدایت نامہ صحت ... عمہ/
- ہدایت نامہ غذا ... عمہ/
- جیون شکتی ... عہ/
- برہمچریہ رکشا ... ۸/
- یوگ آسن چھوٹا ... ۱۰/
- شاہراہ تندرستی ... عہ/
- گلدستۂ صحت ... ۸/
- صحت اور خوراک ... ۶/
- جیسے چاہو بن جاؤ ... ۱۰/
- ترقی و اقبال کے اشارے ... ۱۰/
- پرانایام ودھی ... ۴/
- یوگ آسن (چارٹ) ... ۶/
- فن پہلوانی اردو ... عہ/

ان کے علاوہ ہر قسم کی دھارمک سماجک راجنیتک پستکیں ملنے کا پتہ :-

اوم پرکاش شرما منیجر آریہ ویر پستکالیہ اڈہ ہوشیارپور جالندھر شہر

CC-0. Late Pt. Manmohan Shastri Collection Jammu. Digitized by eGangotri

مہاشہ ہیرا چند پرنٹر و پبلشر نے ... پرنٹنگ پریس جالندھر سے چھپوا کر آریہ ویر پستکالیہ اڈہ ... [illegible]